تالیف

حضرت مولانا **سعید أحمد** صاحب پالن پوری مدظلہ

أستاذ دار العلوم دیوبند

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرات اہل علم، عزیز طلبہ اور معزز قارئین کی خدمت میں گذارش:

الحمد للہ! اس کتاب کی تصحیح کی حتی الوسع کوشش کی گئی ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی غلطی نظر آئے یا کوئی مفید تجویز ہو تو براہ کرم تحریر کر کے ہمیں ضرور ارسال فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت بہتر اور غلطی سے پاک ہو سکے۔

جزاکم اللہ تعالیٰ خیرًا

البشریٰ ویلفیئر اینڈ ایجوکیشنل ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

برائے خط وکتابت: 9/2 سیکٹر 17، کورنگی انڈسٹریل ایریا بالمقابل محمدیہ مسجد، بلال کالونی کراچی۔

کتاب کا نام : آسان منطق

مرتب : حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ

قیمت برائے قارئین : فہرست کتب ملاحظہ فرمائیں۔

سن اشاعت : ۱۴۳۷ھ / ۲۰۱۶ء

ناشر : البشریٰ ویلفیئر اینڈ ایجوکیشنل ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

7/275 ڈی.ایم.بی.ایچ سوسائٹی، بالمقابل عالمگیر روڈ، کراچی۔ پاکستان

فون نمبر : (+92) 21-35121955-7

موبائل نمبر : 0321-2196170, 0334-2212230, 0302-2534504, 0314-2676577, 0346-2190910

ویب سائٹ : www.maktaba-tul-bushra.com.pk

ای میل : info@maktaba-tul-bushra.com.pk

ملنے کا پتہ : البشریٰ ویلفیئر اینڈ ایجوکیشنل ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

9/2 سیکٹر 17، کورنگی انڈسٹریل ایریا بالمقابل محمدیہ مسجد، بلال کالونی کراچی۔

اس کے علاوہ تمام مشہور کتب خانوں میں بھی دستیاب ہے۔

فہرست مضامین

☆ ☆ ☆

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى.

پون صدی پہلے ایک چھوٹا سا بابرکت رسالہ لکھا گیا، جس کا نام ''تیسیر المنطق'' ہے۔ یہ رسالہ جناب مولانا حافظ محمد عبد اللہ صاحب گنگوہی قدس سرہ کی تصنیف ہے۔ اس کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس پر حکیم الامت حضرت اقدس مولانا تھانوی قدس سرہ نے حاشیہ لکھا ہے جس کا نام ''تسہیل المنطق'' ہے، پھر مولانا جمیل احمد صاحب تھانوی قدس سرہ نے بھی اس پر حاشیہ تحریر فرمایا جس کا نام ''تفسیر المنطق'' رکھا۔ نیز اس رسالہ کے لیے یہ بات بھی قابلِ فخر ہے کہ حضرت اقدس مولانا صدیق احمد صاحب انبہٹوی قدس سرہ (خلیفۂ اجل حضرت گنگوہی رحمہ اللہ) نے اس کی نوک پلک درست کی ہے اور اس پر تقریظ تحریر فرمائی۔ جس میں آپ نے ارقام فرمایا ہے کہ

ظاہر ہے کہ منطق ایک مشکل علم ہے، خصوصاً طلبہ کو اول شروع میں مسائل منطقیہ سمجھنے میں بہت ہی دشواری ہوتی ہے۔ بلکہ احقر کا خیال ہے کہ اول چند رسائل میں طلبہ سمجھتے ہی نہیں، یا کم سمجھتے ہیں۔ اب سے تیس چالیس سال ہوئے جن طلبہ میں فارسی کی استعداد عمدہ ہوتی تھی، اور فارسی پڑھے ہوئے طلبہ مدارس عربی میں آتے تھے تو بوجہ استعدادِ فارسی کچھ سمجھ جاتے تھے۔ اب سالہا سال سے طلبۂ عربیہ ایسے آتے ہیں جن میں استعدادِ فارسی نہیں ہوتی۔ پس مولوی صاحب موصوف نے نہایت احسان اس زمانہ کے طلبہ پر فرمایا جو اردو کی سلیس عبارت میں مسائلِ منطقیہ کو واضح فرما دیا ہے، جو غیر فارسی داں بھی اس کے ذریعہ سے مسائلِ منطقیہ سمجھ سکتے ہیں۔ واقعی یہ کتاب ''تیسیر المنطق'' بہت ہی مفید، بعبارتِ واضحہ تصنیف فرمائی ہے۔ (اقتباس از تقریظِ کتاب)

حضرت انبہٹوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تحریر ۱۳۳۸ھ میں آج سے اُناسی (۷۹) سال پہلے لکھی ہے۔ اور اب تو کایا ہی پلٹ گئی ہے، بات کہیں سے کہیں پہنچ گئی ہے، حال زبوں تر ہو گیا ہے۔

اس لیے اب اس رسالہ کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ ہے۔

اَسّی سال کے اس طویل عرصہ میں زبان اور اندازِ بیان میں بھی تبدیلی آ گئی ہے۔ اور استعدادیں بھی مزید کمزور ہوگئی ہیں، اس لیے اب طلبہ کو اردو کا یہ رسالہ بھی مشکل معلوم ہوتا ہے۔ میں نے کئی بار یہ مبارک رسالہ اپنے بچوں کو پڑھایا ہے اور ہر بار یہ خیال آتا تھا کہ اس کی ترتیب ضروری ہے۔ میں چند باتیں محسوس کرتا تھا۔ مثلاً:

۱۔ بعض اسباق میں درازنفسی ہے، ان میں بچوں کو یہ دشواری پیش آتی ہے کہ کیا یاد کریں؟ ساری عبارت یاد کریں تو کہاں تک کریں؟ اور خلاصہ کریں تو کس طرح کریں؟ (میں تو بچوں کو عبارت پر نشان لگا کر دیتا تھا کہ اتنے الفاظ بعینہ یاد کرلو باقی مفہوم یاد کرو)۔

۲۔ بعض اسباق میں طول ہے، وہ ایک دن میں نہیں پڑھائے جا سکتے ان کو بیچ میں روکنا ضروری ہے، مگر کہاں روکا جائے یہ سمجھ میں نہیں آتا۔

۳۔ زبان قدیم ہوگئی ہے اس وجہ سے بھی طلبہ کو فہم میں دشواری پیش آتی ہے۔

۴۔ بار بار کتاب چھپنے سے اور ناشرین کی مہربانی سے حواشی ادھر اُدھر ہوگئے ہیں، بلکہ بعض تمرینات خلط ملط ہوگئی ہیں جس سے مطالعہ میں اور پڑھانے میں دشواری ہوتی ہے۔

مگر بایں ہمہ کتاب کا نعم البدل تو کیا بدل بھی بازار میں نہیں آیا ہے۔ نئی جو کتابیں لکھی گئی ہیں وہ اپنی افادیت کے باوجود ''تیسیر المنطق'' کا بدل نہیں بن سکتیں۔ البتہ ایک نوجوان فاضل جناب مولانا محمد زاہد صاحب مظاہری نے ''تبیین المنطق'' کے نام سے ''تیسیر المنطق'' کی شرح لکھی ہے، جو طلبہ اور اساتذہ کے لیے خاصہ کی چیز ہے، مگر وہ بہر حال شرح ہے درسی کتاب نہیں ہے، اس لیے میری عرصہ سے خواہش تھی کہ اس رسالہ کو مرتب کروں، اب کہیں جا کر یہ خواب شرمندۂ تعبیر ہوا ہے۔ ترتیب میں درج ذیل امور کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

۱۔ اسباق مختصر کیے گئے ہیں اور ان کی تعداد بڑھائی گئی ہے۔ پہلے کتاب میں تیئیس سبق تھے اب پینتالیس اسباق ہیں۔

۲۔ ہر اصطلاح واضح اور مختصر عبارت میں لکھی گئی ہے تا کہ طلبہ اس کو یاد کرسکیں۔

۳۔ تمرینات بڑھائی گئی ہیں تاکہ کتاب کے مضامین بار بار سنے جاسکیں۔

۴۔ متفرق حواشی کو ملا کر ایک حاشیہ بنایا گیا ہے تاکہ مطالعہ میں سہولت ہو۔

۵۔ حسبِ ضرورت مزید حواشی بڑھائے گئے ہیں۔ نیز کتاب کے آخر میں ضمیمہ لگایا گیا ہے جس میں تمرینات کا حل ہے تاکہ بوقتِ ضرورت اس کی طرف مراجعت کی جاسکے۔

۶۔ کتاب میں ایک دو جگہ تسامح تھا اور حاشیہ میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر تنبیہ بھی فرمائی تھی، اس کو اصل کتاب میں لے لیا ہے، اور تعبیر بدل دی ہے یا مثال بدل دی ہے۔

۷۔ تمرینات میں سے ایک دو مثالیں حذف کردی ہیں۔ جیسے: تار کے کھٹکے کی آواز، کیوں کہ یہ نامانوس مثالیں تھیں، سمجھانی پڑتی تھیں اور مثال جب سمجھانی پڑے تو وہ مثال نہیں رہتی خود مسئلہ بن جاتی ہے۔ مثال وہی ہے جو خود واضح ہو اور مسئلہ سمجھنے میں مدد دے۔

اب اساتذۂ کرام سے گزارش ہے کہ وہ بچوں کو کتاب سمجھا کر پڑھائیں، مگر لمبی تقریر نہ کریں۔ مثالیں بڑھائیں اور مسئلہ ذہن نشیں کرائیں اور بچوں کو چاہیے کہ کتاب خوب یاد کریں۔ کم از کم ہر اصطلاح کی جو تعریف ہے وہ بلفظہٖ یاد کریں۔ مثال کی عبارت یاد نہ کریں، صرف مفہوم یاد کرلیں تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس رسالہ کو بھی اصل کی طرح قبول فرمائیں اور اس سے بھی نونہالوں کو فیض یاب فرمائیں۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْم وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ.

سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تصورات کی بحث

پہلا سبق

علم اور اس کی قسمیں

علم: کسی چیز کی صورت کا ذہن[1] میں آنا۔ جیسے: کسی نے بولا زید اور ذہن میں اس کی صورت آگئی تو یہ زید کا علم ہے۔

علم کی دو قسمیں ہیں: تصور اور تصدیق

۱۔ **تصدیق** اس بات کا علم ہے کہ فلاں چیز فلاں چیز ہے یا فلاں چیز نہیں ہے۔[2] جیسے یہ جاننا کہ زید عمر کا باپ ہے یا زید عمر کا باپ نہیں ہے۔

۲۔ **تصور** وہ علم ہے جو تصدیق جیسا نہ ہو یعنی اس میں حکم نہ ہو۔ جیسے: صرف زید کو جاننا یا غُلامُ زَیدٍ

---

[1] جس طرح آئینہ کے سامنے کوئی چیز آتی ہے تو اس میں اس چیز کی صورت نقش ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ذہن میں بھی چیزوں کی صورتیں نقش ہوتی ہیں، بلکہ آئینہ میں تو دکھائی دینے والی چیزیں ہی نقش ہوتی ہیں، مگر ذہن میں دکھائی دینے والی، چھوئی جانے والی، چکھی جانے والی، سنائی دینے والی، سونگھی جانے والی اور سمجھی جانے والی سبھی چیزوں کی صورتیں آجاتی ہیں، یہی ہر چیز کا علم ہے۔ دیکھو! ہم ایک شخص کو دیکھ کر اور اس کی آواز سن کر یہ کہتے ہیں کہ یہ زید نہیں ہے، اس واسطے کہ زید کے دیکھنے اور اس کی آواز سننے سے ہمارے ذہن میں جو صورت آئی ہوئی تھی وہ ایسی نہیں ہے۔ اسی طرح ناسپاتی کو دیکھ کر، چکھ کر، سونگھ کر، اور چھو کر ہم کہتے ہیں کہ یہ سیب نہیں ہے، اس لیے کہ سیب کے دیکھنے چکھنے سے جو صورت ذہن میں آئی ہوئی ہے وہ ایسی نہیں ہے۔ غرض! دیکھنے چھونے وغیرہ سے ذہن میں ایک صورت آجاتی ہے۔ اسی طرح کسی بات کے سمجھنے سے بھی ایک صورت ذہن میں آتی ہے یہی سب کا علم ہے۔

[2] یعنی جملہ خبریہ ہو خواہ مثبت ہو یا منفی اور یقین ظاہر کرتا ہو۔

کونسبتِ تامہ خبریہ[1] کے بغیر جاننا۔

تمرین

امثلۂ ذیل میں غور کرکے بتاؤ کہ تصور کون ہے اور تصدیق کون؟

۱۔ زید کا گھوڑا ۲۔ عمرو کی بیٹی ۳۔ زید کا غلام ۴۔ ٹوپی

۵۔ اچھی ٹوپی ۶۔ بکر خالد کا بیٹا ہوگا۔ ۷۔ ٹھنڈا پانی

۸۔ حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ ۹۔ جنّت ۱۰۔ دوزخ

۱۱۔ جنّت کی نعمتیں ۱۲۔ دوزخ کا عذاب ۱۳۔ جنّت برحق ہے۔

۱۴۔ قبر کا عذاب حق ہے۔ ۱۵۔ دہلی ۱۶۔ مکّہ معظّمہ

دوسرا سبق

تصور وتصدیق کی قسمیں

تصور کی دو قسمیں ہیں، تصورِ بدیہی اور تصورِ نظری۔

۱۔ تصورِ بدیہی ایسی چیز کا جاننا ہے جس کی تعریف بتانے کی ضرورت نہ ہو، یعنی پہچانوائے بغیر وہ سمجھ میں آجائے۔ جیسے: آگ، پانی، گرمی، سردی کو سمجھانے کی ضرورت نہیں ہوتی، سنتے ہی خودبخود یہ چیزیں سمجھ میں آجاتی ہیں۔

---

[1] تصور کی کئی صورتیں ہیں: ۱۔ ایک ہی چیز کا علم ہو۔ جیسے: صرف زید کا علم ۔۲۔ دو تین چیزوں کا علم ہو مگر ان میں نسبت نہ ہو۔ جیسے: زید، عمر، بکر وغیرہ کا علم ۔۳۔ نسبت ہو مگر تامہ نہ ہو۔ جیسے: زید کا غلام، اچھی ٹوپی۔ ۴۔ نسبتِ تامہ ہو مگر خبریہ نہ ہو انشائیہ ہو۔ جیسے: پانی لایئے۔ ۵۔ نسبتِ تامہ خبریہ ہو مگر یقین نہ ہو، شک کی صورت ہو۔ جیسے: آیا ہوگا۔ یہ سب تصور ہیں۔ الحاصل تصدیق نام ہے نسبتِ تامہ خبریہ کے یقین کا اور اس کے علاوہ تمام صورتیں تصور ہیں۔

۲۔ تصورِ نظری ایسی چیز کا جاننا ہے جو تعریف بتائے بغیر سمجھ میں نہ آئے۔ جیسے: اسم[۱] فعل، حرف، معرب، مبنی، جن، فرشتہ، بھوت، دیو۔

تصدیق کی بھی دو قسمیں ہیں: تصدیق بدیہی اور تصدیق نظری۔

۱۔ تصدیقِ بدیہی وہ تصدیق ہے جس کے لیے دلیل بنانے کی ضرورت نہ ہو۔ جیسے: دو چار کا آدھا ہے اور ایک چار کا چوتھائی ہے۔

۲۔ تصدیقِ نظری وہ تصدیق ہے جس کے لیے دلیل بنانے کی ضرورت ہو۔ جیسے: پریاں[۲] موجود ہیں۔ رب العالمین[۳] ایک ذات پاک ہے۔

---

[۱] اسم وہ کلمہ ہے جس کے معنی دوسرے کلمہ کو ملائے بغیر سمجھ میں آسکیں اور اس میں کوئی زمانہ نہ ہو۔ جیسے: قلم، کتاب۔ فعل وہ کلمہ ہے جس کے معنی دوسرے کلمہ کو ملائے بغیر سمجھ میں آسکیں اور اس میں تین زمانوں میں سے کوئی ایک زمانہ بھی ہو۔ جیسے: لکھا، لکھتا ہے، لکھے گا۔ حرف وہ کلمہ ہے جس کے معنی دوسرے کلمہ کو ملائے بغیر سمجھ میں نہ آسکیں۔ جیسے: میں، سے۔ معرب وہ اسم ہے جس کا آخر عامل کے بدلنے سے بدلے۔ جیسے: جَاءَ زَیْدٌ، رَأَیْتُ زَیْداً، مَرَرْتُ بِزَیْدٍ میں زید معرب ہے۔ مبنی وہ اسم ہے جس کا آخر عامل کے بدلنے سے نہ بدلے۔ جیسے: جَاءَ هٰذا، رَأَیْتُ هٰذَا، مَرَرْتُ بِهٰذَا میں هٰذا مبنی ہے۔ جن: آگ سے بنی ہوئی مخلوق جو کئی شکلوں میں ظاہر ہوسکتی ہے۔ فرشتہ: نور سے بنی ہوئی مخلوق جو کئی شکلوں میں ظاہر ہوسکتی ہے۔ بھوت: پریت، خبیث شیطان۔ شیطان: سرکش جن۔ دیو: بھوت، وہ مذکر جن جو لمبا چوڑا ہو۔ پری: جنات کی خوب صورت عورتیں۔

[۲] اس کی دلیل یوں بنے گی کہ پری جن ہے (صغریٰ) اور جن موجود ہیں (کبریٰ) پس پریاں موجود ہیں۔ (نتیجہ)

[۳] رب العالمین: دنیا کا بنانے والا، اس کو پالنے والا، اس میں تصرف کرنے والا۔ اس کی دلیل یوں بنے گی کہ اگر چند رب العالمین ہوتے تو اختلافِ رائے کی وجہ سے عالم برباد ہوجاتا (صغریٰ) حالاں کہ عالم برباد نہیں ہوا بلکہ موجود ہے (کبریٰ) پس معلوم ہوا کہ اس کا رب ایک ہی ہے (نتیجہ)۔

تمرین

بتاؤ امثلۂ ذیل میں کون تصور و تصدیق بدیہی[1] ہے اور کون نظری؟

۱۔ پلِ صراط　　۲۔ جنّت　　۳۔ دوزخ　　۴۔ قبر کا عذاب

۵۔ چاند　　۶۔ سورج　　۷۔ آسمان　　۸۔ زمین

۹۔ دوزخ موجود ہے۔　　۱۰۔ میزانِ عمل　　۱۱۔ جنّت کی نعمتیں　　۱۲۔ عمرو کا بیٹا کھڑا ہے۔

۱۳۔ حوضِ کوثر　　۱۴۔ کوثر جنّت کی نہر ہے۔　　۱۵۔ آفتاب روشن ہے۔

۱۶۔ بغداد　　۱۷۔ امریکہ　　۱۸۔ معبودِ برحق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

تیسرا سبق

تعریف، دلیل، نظر و فکر، ترتیب، منطق کی تعریف، غرض اور موضوع

تعریف، معرّف اور قولِ شارح: دو یا زیادہ معلوم تصورات کو ملا کر کسی نامعلوم تصور کو حاصل کرنا۔ جیسے: کسی کو حیوان (جان دار) اور ناطق (عقل مند) کا علم ہے، اس نے دونوں کو ملایا تو **حیوانٌ ناطقٌ** ہوا، یعنی وہ جان دار مخلوق جو عقل کامل رکھنے والی ہے، اس سے اس کو انسان نامعلوم کا علم ہو گیا تو یہ **حیوانٌ ناطقٌ**، انسان کی تعریف ہے، اس کو انسان کا معرِّف بھی کہتے ہیں اور اسی کو قولِ شارح بھی، یعنی وضاحت کرنے والی بات۔[2]

---

[1] یہاں دو باتیں ذہن میں رکھ لیں: ۱۔ لوگوں کے اعتبار سے بدیہی اور نظری میں اختلاف ہو سکتا ہے یعنی ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک چیز ایک شخص کے لیے بدیہی ہو اور وہی چیز دوسرے کے لیے نظری ہو۔ جیسے: دین سے واقف شخص کے لیے فرشتہ کا، جنّت، جہنّم وغیرہ کا تصور بدیہی ہے جب کہ دوسروں کے لیے نظری ہے۔
۲۔ نظری چیزیں اور باتیں ایک عرصہ کی مزاولت کے بعد جب وہ فطری علوم کی طرح ہو جائیں، بدیہی ہو جاتی ہیں۔ جیسے: ہر پیشہ سے تعلّق رکھنے والے شخص کے لیے اس پیشہ سے متعلق بہت سی باتیں کثرت مزاولت سے بدیہی ہو جاتی ہیں جب کہ وہی چیزیں دوسروں کے لیے نظری ہوتی ہیں۔

[2] اس کی دوسری آسان مثال یہ ہے کہ ایک نومسلم نے فرشتہ کا نام سنا، وہ نہیں جانتا کہ فرشتہ کیا چیز ہے؟ مگر وہ جسم کے معنی جانتا ہے اور زندہ کا مفہوم بھی سمجھتا ہے اور لطیف اور نورانی کی حقیقت سے بھی واقف ہے =

دلیل اور حجت: دو یا زیادہ معلوم تصدیقات کو ملا کر کسی نا معلوم تصدیق کو حاصل کرنا۔ جیسے: کسی کو معلوم ہے کہ انسان جان دار ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ ہر جان دار جسم والا ہے۔ پس جب وہ ان دونوں باتوں کو ملائے گا تو اس کو اس بات کا علم ہو جائے گا کہ انسان جسم والا ہے۔[1]

نظر و فکر: دو یا زیادہ جانی ہوئی باتوں کو ملا کر کسی نا معلوم چیز کا علم حاصل کرنا۔ مثالیں اوپر گزریں۔

ترتیب: معلوم تصورات اور تصدیقات کو صحیح ڈھنگ سے مرتب کرنا۔

منطق وہ علم ہے جو نظر و فکر میں غلطی ہونے سے بچائے۔

موضوع ہر علم کا وہ چیز ہے جس کے حالات سے اس علم میں بحث کی جائے۔ جیسے: نحو کا موضوع کلمہ اور کلام ہیں۔

منطق کا موضوع وہ تعریفات اور دلیلیں ہیں جن سے انجانے تصور و تصدیق کا علم حاصل ہو۔

منطق کی غرض نظر و فکر کا صحیح[2] ہونا ہے۔

چوتھا سبق

یہ سبق گزشتہ اسباق کو مضبوط کرنے کے لیے ہے۔ استاذ صاحب سوال کریں اور طلبہ جواب دیں۔

= اور فرماں برداری اور نافرمانی کے معنی بھی جانتا ہے۔ پس اس کو اس طرح سمجھایا جا سکتا ہے کہ فرشتہ ایک ایسا جسم ہے جو زندگی رکھتا ہے، لطیف اور نورانی ہے اور وہ کبھی خدا تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتا۔ پس ان تصوراتِ معلومہ سے ایک نا معلوم تصور یعنی فرشتہ کا مفہوم اس کو معلوم ہو گیا۔

[1] اس کی بھی دوسری آسان مثال یہ ہے کہ ایک ناواقف شخص آپ سے پوچھتا ہے کہ سود لینا گناہ کیوں ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ سنو! سود لینے کو خدا نے قرآن مجید میں برا کہا ہے (صغریٰ) اور جس کام کو خدا برا کہے وہ گناہ ہے (کبریٰ) پس سود لینا گناہ ہے (نتیجہ) پس پہلی دو باتیں جو مخاطب کو معلوم تھیں دلیل و حجت ہیں۔

[2] جیسے: حیوانٌ نـاطق صحیح ترتیب ہے اور اس کا برعکس صحیح ترتیب نہیں ہے اسی طرح انسان جان دار ہے (صغریٰ) اور ہر جان دار جسم والا ہے (کبریٰ) صحیح ترتیب ہے اور اس کا برعکس صحیح ترتیب نہیں ہے۔

۱۔علم کی تعریف بتاؤ۔ ۲۔تصور کی تعریف بتاؤ۔ ۳۔تصدیق کی تعریف بتاؤ۔
۴۔تصور بدیہی کی تعریف اور مثال بیان کرو۔ ۵۔ تصورنظری کی تعریف اور مثالیں بیان کرو۔
۶۔تصدیق بدیہی کی تعریف مع مثال بیان کرو۔ ۷۔تصدیق نظری کی تعریف مع امثلہ بیان کرو۔
۸۔معرف کی تعریف بیان کرو۔ ۹۔تعریف کس کو کہتے ہیں۔
۱۰۔قول شارح کس کو کہتے ہیں؟ ۱۱۔دلیل کی تعریف بیان کرو۔
۱۲۔حجّت کس کو کہتے ہیں؟ ۱۳۔نظر وفکر کی تعریف بتاؤ۔
۱۴۔منطق کی تعریف بیان کرو۔ ۱۵۔ترتیب کس کو کہتے ہیں؟
۱۶۔موضوع کی تعریف کرو۔ ۱۷۔منطق کی غرض کیا ہے؟
۱۸۔منطق کا موضوع کیا ہے؟

پانچواں سبق

دلالت[۱] اور وضع

دلالت: کسی چیز کا خود بخود قدرتی طور سے یا کسی کے مقرر کرنے سے ایسا ہونا کہ اس کے جاننے سے دوسری نامعلوم چیز کا علم حاصل ہو جائے۔ جیسے: لفظ ’’قلم‘‘ سن کر لکھنے کا آلہ سمجھ میں آجاتا ہے اور دھواں دیکھ کر آگ کا علم ہوتا ہے، یہ دلالت ہے۔

دال: پہلی چیز جس سے علم ہوا ہے۔ جیسے: لفظ ’’قلم‘‘ اور دھواں۔

مدلول: دوسری چیز جس کا علم ہوا ہے۔ جیسے: لکھنے کا آلہ اور آگ۔

وضع: ایک چیز کو دوسری چیز کے لیے اس طرح خاص کر دینا کہ پہلی چیز جانتے ہی دوسری چیز

---

[۱] دلالت اور وضع کی بحث علم منطق میں اس لیے کی جاتی ہے کہ افادہ اور استفادہ اس پر موقوف ہیں، کیوں کہ ذہن میں ہر چیز کی جو صورت آتی ہے وہ علم ہے۔ پھر اگر وہ صورت جملہ خبریہ یقینیہ ہوتی ہے تو تصدیق ہے ورنہ تصور ہے، اور تصور وتصدیق کو سمجھانے کے لیے لفظوں، اشاروں اور علامتوں کی ضرورت ہے، اس لیے دلالت اور وضع سے بحث ضروری ہے۔

معلوم ہو جائے۔ جیسے: لفظ ''قلم'' لکھنے کے آلہ کے لیے مقرر کیا گیا ہے، اور لفظ ''چاقو'' کاٹنے کے آلہ کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ پس لفظ قلم سے لکھنے کا آلہ اور لفظ چاقو سے کاٹنے کا آلہ جو سمجھا جاتا ہے وہ وضع کی وجہ سے سمجھا جاتا ہے۔

موضوع: پہلی چیز جس کو خاص کیا گیا ہے۔ جیسے: لفظ قلم اور چاقو۔

موضوع لہ: دوسری چیز جس کے لیے خاص کیا گیا ہے۔ جیسے: لکھنے کا آلہ یعنی پین اور کاٹنے کا آلہ یعنی دستہ اور پھل کا مجموعہ۔

چھٹا سبق

دلالت کی قسمیں

دلالت کی دو قسمیں ہیں، دلالتِ لفظیہ اور دلالتِ غیر لفظیہ۔

① دلالتِ لفظیہ وہ دلالت ہے جس میں دال لفظ ہو۔ جیسے: لفظ زید کی دلالت اس کی ذات پر۔

② دلالتِ غیر لفظیہ وہ دلالت ہے جس میں دال لفظ نہ ہو۔ جیسے: دھویں کی دلالت آگ پر۔

پھر دلالتِ لفظیہ کی تین قسمیں ہیں، وضعیہ، طبعیہ اور عقلیہ۔

۱۔ دلالتِ لفظیہ وضعیہ وہ دلالت ہے جس میں دال لفظ ہو اور دلالت وضع[1] کی وجہ سے ہو۔ جیسے: لفظ زید کی دلالت اس کی ذات پر۔

۲۔ دلالتِ لفظیہ طبعیہ وہ دلالت ہے جس میں دال لفظ ہو اور دلالت طبیعت کے تقاضے[2] سے ہو۔ جیسے: آہ آہ کی دلالت کسی سخت تکلیف پر۔

۳۔ دلالتِ لفظیہ عقلیہ وہ دلالت ہے جس میں دال لفظ ہو اور دلالت عقل کے تقاضے[3]

---

[1] یعنی لفظ سے اس کا مدلول اس وجہ سے سمجھ میں آتا ہے کہ مقرر کرنے والوں نے اس لفظ کو اس مدلول کے واسطے مقرر کرلیا ہے یعنی یہ نام رکھ لیا ہے۔ [2] یعنی طبیعت یہ چاہتی ہے کہ جب آدمی میں یہ مدلول پایا جائے تو زبان پر یہ دال لفظ آجائے یعنی جب کوئی سخت تکلیف ہوتی ہے تو زبان سے آہ آہ نکلتا ہے۔

[3] یعنی صرف عقل اس کو چاہے۔

سے ہو۔ جیسے: دیوار کے پیچھے سے سنے ہوئے لفظ دیز[۱] کی دلالت کسی بولنے والے پر۔

اسی طرح دلالتِ غیر لفظیہ کی بھی تین قسمیں ہیں۔ وضعیہ، طبعیہ اور عقلیہ۔

۱۔ دلالت غیر لفظیہ وضعیّہ وہ دلالت ہے جس میں دال لفظ نہ ہو اور دلالت وضع کی وجہ سے ہو۔ جیسے: لکھے ہوئے مختلف نقوش[۲] کی دلالت مختلف حروف پر۔

۲۔ دلالتِ غیر لفظیہ طبعیہ وہ دلالت ہے جس میں دال لفظ نہ ہو اور دلالت طبیعت کے تقاضے سے ہو۔ جیسے: گھوڑے کے ہنہنانے کی دلالت گھاس دانہ کی طلب پر۔

۳۔ دلالتِ غیر لفظیہ عقلیہ وہ دلالت ہے جس میں دال لفظ نہ ہو اور دلالت عقل کے تقاضے سے ہو۔ جیسے: دھویں کی دلالت آگ پر۔

تمرین

بتاؤ امثلہ ذیل میں کون سی دلالت ہے؟ اور دال کون ہے اور مدلول کیا ہے؟

۱۔ سر کا ہلانا۔ ہاں یا نہیں[۳] ۲۔ سرخ جھنڈی۔ ریل کا ٹھہرانا۔ ۳۔ دھوپ۔ آفتاب

۴۔ اُوہ، اُوہ۔ رنج و صدمہ ۵۔ قلم[۴] ۶۔ تختی

۷۔ مدرسہ ۸۔ زید ۹۔ انسان۔

ساتواں سبق

دلالتِ لفظیہ وضعیہ کی قسمیں

منطق میں اعتبار صرف دلالتِ لفظیہ وضعیہ کا ہے، کیوں کہ بات سمجھنے سمجھانے میں اسی

---

[۱] دیز ایک بے معنی لفظ ہے اور زید کا الٹا ہے اور اس کا سننے والا اپنی عقل سے معلوم کر لیتا ہے کہ دیوار کے پیچھے کوئی بولنے والا ہے۔ [۲] یعنی حروف کے وہ نقوش جو کاغذ پر بنے ہوئے ہیں۔ مثلاً: ا، ب، ت، ث وغیرہ۔ اور حروف وہ ہیں جو زبان سے نکلتے ہیں اور یہ نقوش حروف پر دلالت کرتے ہیں۔

[۳] ۱ تا ۴ میں پہلا کلمہ دال ہے اور دوسرا کلمہ جو نشان کے بعد ہے مدلول ہے۔ اور دلالت کون سی ہے یہ طلبہ بتائیں؟

[۴] ۵ تا ۹ میں سب دال ہیں ان کا مدلول اور دلالت کون سی ہے یہ طلبہ بتائیں؟

ے سہولت ہوتی ہے۔ دلالت لفظیہ وضعیہ کی تین قسمیں ہیں۔ دلالت مطابقی، دلالت تضمّنی، دلالت التزامی۔

۱۔ دلالت مطابقی وہ دلالت ہے جس میں لفظ اپنے پورے معنی[۱] موضوع لہٗ پر دلالت کرے۔ جیسے: انسان کی دلالت، حیوان ناطق پر اور چاقو کی دلالت پھل اور دستہ کے مجموعہ پر۔

۲۔ دلالت تضمّنی وہ دلالت ہے جس میں لفظ اپنے معنی موضوع لہٗ کے جز[۲] پر دلالت کرے۔ جیسے: انسان کی دلالت صرف حیوان پر یا صرف ناطق پر اور چاقو کی دلالت صرف دستہ پر یا صرف پھل پر۔

۳۔ دلالت التزامی وہ دلالت ہے جس میں لفظ اپنے معنی موضوع لہٗ کے لازم[۳] پر دلالت

[۱] یعنی لفظ سے وہ پورے معنی سمجھے جائیں جس کے لیے لفظ وضع کیا گیا ہے اور پورے ہی معنی سمجھنا مقصود ہو۔

[۲] یعنی جز ضمناً سمجھا جائے مقصود پورے معنی ہوں اور جز بلا قصد اس واسطے سمجھا جاتا ہو کہ پورے معنی کا سمجھنا جز کے بغیر نہیں ہوسکتا۔

[۳] یعنی لازم بھی بلا قصد سمجھا جاتا ہو، مقصود معنی موضوع لہٗ ہی ہوں۔

ان تینوں حاشیوں کی مزید تفصیل یہ ہے کہ انسان کے پورے معنی ٹھہرائے گئے ہیں ''عقل رکھنے والا جان دار'' حیوان ناطق کا یہی مطلب ہے۔ اب یہ بات ظاہر ہے کہ اس پورے معنی کے دو جز ہیں: ایک حیوان اور دوسرا ناطق۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جب کسی مجموعہ کا علم ہوتا ہے تو اس کے اجزا کا بھی علم ہوتا ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جب کسی شخص کو انسان کے عاقل ہونے کا علم ہوگا تو وہ ضرور یہ بھی سمجھ لے گا کہ جن علوم کے حاصل کرنے کے لیے عقل کافی ہے انسان ان علوم کو حاصل کرنے کی ضرور قابلیت وصلاحیت رکھتا ہے۔ پس قابلیت علومِ خاصہ کا مفہوم انسان کے لیے لازم ہوا، اور یہ بھی ضروری بات ہے کہ جب کسی چیز کا علم ہوتا ہے تو اس کے لازم کا بھی ضرور علم ہوتا ہے۔

اب سمجھو کہ لفظ انسان موضوع ہوا اور حیوانِ ناطق کا مجموعہ اس کا موضوع لہٗ ہوا۔ اور صرف حیوان اور صرف ناطق معنی موضوع لہٗ کے اجزا ہوئے اور قابلیتِ علم مخصوصہ اس معنی موضوع لہٗ کے لیے لازم ہوا، پس جس وقت لفظ انسان بول کر حیوان ناطق مراد لیں گے تو اس کی دلالت حیوانِ ناطق کے مجموعہ پر بھی ہوگی اور صرف حیوان اور صرف ناطق پر بھی اور قابلیت علومِ خاصہ پر بھی، صرف اتنا فرق ہے کہ مجموعہ پر قصداً ہوگی اور صرف حیوان اور صرف ناطق پر اسی طرح قابلیت علوم خاصہ پر بلا قصد ہوگی۔ سو اس مجموعہ پر جو قصداً دلالت ہے وہ مطابقی ہے، اور ایک ایک جز پر جو بلا قصد ہے تضمنی ہے، اسی طرح لازم پر جو بلا قصد دلالت ہے وہ التزامی ہے۔ استاذ صاحب طلبہ کو یہ مضمون خوب سمجھا دیں۔ (حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

کرے۔ جیسے: انسان کی دلالت قابلیتِ علم پر۔

تمرین

ذیل میں دال اور مدلول لکھے جاتے ہیں، ان میں دلالت کی قسمیں بتاؤ۔

۱۔ نابینا[۱]۔ آنکھ　　۲۔ لنگڑا۔ ٹانگ　　۳۔ درخت۔ شاخیں

۴۔ نکٹا۔ ناک۔　　۵۔ ہدایۃ۔ کتاب الصوم　　۶۔ حاتم طائی۔ سخاوت۔

آٹھواں سبق

یہ سبق بھی گزشتہ اسباق کو محفوظ کرنے کے لیے ہے۔ طلبہ آپس میں سوال وجواب کر کے گزشتہ مضامین خوب یاد کرلیں۔ پھر استاذ صاحب سوال کریں۔

۱۔ تصور وتصدیق کی تعریف مع مثال بیان کرو۔　۲۔ معرّف کس کو کہتے ہیں؟

۳۔ حجّت کس کو کہتے ہیں؟　۴۔ منطق کی تعریف بیان کرو۔

۵۔ منطق کا موضوع کیا ہے۔؟　۶۔ دلالت کی تعریف بتاؤ۔

۷۔ وضع کی تعریف کرو۔　۸۔ دلالت کی کتنی قسمیں ہیں؟

۹۔ دلالتِ لفظیہ کی تعریف بیان کرو۔　۱۰۔ دلالتِ غیر لفظیہ کی تعریف بیان کرو۔

۱۱۔ دلالتِ لفظیہ کی کتنی قسمیں ہیں؟　۱۲۔ دلالتِ غیر لفظیہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

۱۳۔ دلالتِ لفظیہ وضعیہ کی تعریف مع مثال بتاؤ۔

۱۴۔ دلالتِ لفظیہ طبعیہ کی تعریف مع مثال بتاؤ۔

۱۵۔ دلالتِ لفظیہ عقلیہ کی تعریف مع مثال بتاؤ۔

۱۶۔ دلالتِ غیر لفظیہ وضعیہ کی تعریف مع مثال بتاؤ۔

۱۷۔ دلالتِ غیر لفظیہ طبعیہ کی تعریف مع مثال بتاؤ۔

---

[۱] ان مثالوں میں پہلا کلمہ دال اور دوسرا مدلول ہے اور دلالت کی قسمیں طلبہ بتائیں۔

۱۸۔ دلالتِ غیر لفظیہ عقلیہ کی تعریف مع مثال بتاؤ۔

۱۹۔ دلالت لفظیہ وضعیہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

۲۰۔ دلالت مطابقی کی تعریف مع مثال بیان کرو۔

۲۱۔ دلالتِ تضمّنی کی تعریف مع مثال بیان کرو۔

۲۲۔ دلالتِ التزامی کی تعریف مع مثال بیان کرو۔

نواں سبق

مفرد اور مرکب

معنی دار لفظ کی دو قسمیں ہیں: مفرد اور مرکب۔

ا۔ مفرد وہ لفظ ہے جس کے جز سے معنی کے جز پر دلالت کا قصد نہ ہو۔ جیسے: ''زید'' مفرد ہے، کیوں کہ ز، ی، د سے ذاتِ زید کے الگ الگ اجزا پر دلالت کا ارادہ نہیں بلکہ دلالت ہی نہیں۔

مفرد کی چار صورتیں ہیں:

اول: لفظ کا جز نہ ہو۔ جیسے: اردو میں ''کہ''[1] اور عربی میں ہمزۂ استفہام۔

دوم: لفظ کا جز ہو مگر معنی دار نہ ہو۔ جیسے: ''انسان'' میں کئی حروف ہیں، مگر الف، نون اور سین وغیرہ کے کچھ معنی نہیں۔

سوم: لفظ کا جز ہو، معنی دار بھی ہو مگر معنی مقصود پر دلالت نہ کرتا ہو۔ جیسے: لفظ ''عبداللہ'' جب کسی کا نام ہو تو ''عبداللہ'' معنی دار اجزا ہیں، لیکن جس شخص کا یہ نام ہے اس کے جز پر دلالت نہیں کرتے۔

چہارم: لفظ کا جز ہو، معنی دار ہو اور لفظ کے جز کی معنی کے جز پر دلالت بھی ہو مگر اس دلالت کا ارادہ نہ کیا گیا ہو۔ جیسے: کسی کا نام ''حیوان ناطق'' رکھ دیا جائے تو لفظ کا جز معنی کے جز پر دلالت کرے گا، مگر نام ہونے کی حالت میں وہ دلالت مراد نہ ہوگی۔

مرکب وہ لفظ ہے جس کے جز سے معنی کے جز پر دلالت کا قصد ہو۔ جیسے: زید کھڑا ہے۔ اس میں

---

[1] کہ میں جو ''ہا'' ہے وہ صرف کسرہ ظاہر کرنے کے لیے ہے، اصل لفظ صرف ''کاف'' ہے۔

لفظِ زید ذات پر، لفظ کھڑا صفت پر اور لفظ ہے ثبوت پر دلالت کرتا ہے۔ اور یہ دلالت مراد بھی ہے۔

تمرین

امثلۂ ذیل میں بتاؤ کون لفظ مفرد ہے، کون مرکب؟

۱۔ احمد	۲۔ مظفرنگر	۳۔ اسلام آباد
۴۔ عبدالرحمٰن	۵۔ ظہر کی نماز	۶۔ رمضان کا روزہ
۷۔ ماہِ رمضان	۸۔ جامع مسجد دہلی	۹۔ جامع مسجد دہلی خدا کا گھر ہے۔

دسواں سبق

کُلّی اور جُزئی

مفہوم ہر وہ چیز ہے جو ذہن میں آئے۔ مفہوم کی دو قسمیں ہیں کلی اور جزئی۔

۱۔ جزئی وہ مفہوم ہے جس میں شرکت نہ ہو سکے، یعنی وہ ایک معین چیز پر صادق آئے۔[۱] جیسے: زید، یہ کتاب۔

۲۔ کلی وہ مفہوم ہے جس میں شرکت ہو سکے، یعنی وہ کئی چیزوں پر صادق آ سکے۔[۲] جیسے: لفظ ''آدمی'' کلی ہے، کیوں کہ زید، عمر، بکر وغیرہ سب کو آدمی کہنا صحیح ہے۔

جزئیات وافراد وہ چیزیں ہیں جن پر کلی بولی جائے۔ جیسے: زَید، عمر، بکر، وغیرہ ''آدمی'' کی جزئیات وافراد ہیں اور انسان، بیل، بکری وغیرہ ''حیوان'' کی جزئیات وافراد ہیں۔

---

[۱] یعنی کئی چیزوں پر بولے جانے کا احتمال ہی نہ ہو۔

[۲] یعنی کئی چیزوں پر صادق آنے کا احتمال ہو چاہے صادق آئے چاہے نہ آئے۔ جیسے: ''سورج'' ایک ہی چیز پر صادق آتا ہے مگر سورج کئی ایک ہو سکتے ہیں پس ''سورج'' کلی ہے۔ بلکہ ایک فرد پر بھی صادق آنا ضروری نہیں ہے۔ جیسے: سونے کا پہاڑ، گھی کا دریا، دودھ کی نہر سب کلی ہیں، کیوں کہ بہت سے افراد پر صادق آ سکتے ہیں اگرچہ ان میں سے کسی چیز کا وجود نہیں ہے، اس لیے صادق کسی پر نہیں آتے۔

تمرین

درج ذیل چیزوں[1] میں غور کر کے بتاؤ، کون کلی ہے، کون جزئی؟

۱۔ گھوڑا	۲۔ بکری	۳۔ میری بکری	۴۔ زید کا غلام	۵۔ سورج
۶۔ یہ سورج	۷۔ آسمان	۸۔ یہ آسمان	۹۔ سفید چادر	۱۰۔ سیاہ کُرتہ
۱۱۔ ستارہ	۱۲۔ دیوار	۱۳۔ یہ مسجد	۱۴۔ یہ پانی	۱۵۔ میرا قلم۔

گیارہواں سبق

حقیقت و ماہیت اور عوارض

حقیقت و ماہیت وہ چیزیں ہیں جن سے مل کر کوئی چیز بنے،[2] یعنی اگر ان میں سے ایک چیز بھی نہ ہو تو وہ چیز موجود نہ ہو۔ جیسے: انسان کی حقیقت اور ماہیت حیوانِ ناطق ہے۔
عوارض وہ چیزیں ہیں جو حقیقت کے علاوہ ہیں۔ یعنی ان کے ہونے پر چیز کا وجود موقوف نہ ہو۔ جیسے: کالا ہونا، گورا ہونا، عالم ہونا، جاہل ہونا انسان کے عوارض ہیں، کیوں کہ انسان کا وجود اُن پر موقوف نہیں ہے۔

کلی ذاتی اور کلی عرضی

کلی کی دو قسمیں ہیں: کلی ذاتی اور کلی عرضی۔
۱۔ کلی ذاتی وہ کلی ہے جو اپنے افراد کی پوری حقیقت ہو یا اس کا جز ہو۔ جیسے: ''انسان'' اپنے

---

[1] ایک ضروری بات سمجھ لیں کہ کلی کبھی اسم اشارہ لانے سے، کبھی جزئی کی طرف مضاف کرنے سے، کبھی منادیٰ بنانے سے اور ان کے علاوہ اور صورتوں سے بھی ایک کے لیے خاص ہو جاتی ہے تو اس وقت وہ جزئی بن جاتی ہے۔ [2] یعنی جن کے آپس میں ملنے سے وہ چیز بن جائے اگر ان میں سے ایک بھی نہ ہو تو وہ چیز نہ بنے۔ جیسے: صرف ''حیوان'' سے اور صرف ''ناطق'' سے انسان کی حقیقت نہیں بن سکتی، جب دونوں ملیں گے تبھی انسان بنے گا۔

افراد زید، عمر، بکر وغیرہ کی پوری حقیقت ہے اور ''حیوان'' اپنے افراد انسان، بیل، بکری[1] وغیرہ کی حقیقت کا جز ہے۔

۲۔ کلی عرضی وہ کلی ہے جو اپنی جزئیات کی حقیقت سے خارج ہو۔ جیسے: **ضاحِك** (ہنسنے والا) انسان کی کلی عرضی ہے، کیوں کہ وہ انسان کی نہ پوری حقیقت ہے، نہ حقیقت کا جز ہے، بلکہ حقیقت سے خارج ہے۔

تمرین

درج ذیل چیزوں میں غور کرو، کون کلی کس کے لیے ذاتی ہے اور کس کے لیے عرضی؟

۱۔ جسم نامی۔[2] درختِ انار ۲۔ سرخ۔ انار ۳۔ حیوان۔ فرس[3]

۴۔ قوی۔ گھوڑا ۵۔ کشادہ۔ مسجد ۶۔ جسم۔ پتھر ۷۔ سخت۔ پتھر

۸۔ لوہا۔ چاقو ۹۔ تیز۔ چاقو ۱۰۔ تیز۔ تلوار۔

بارہواں سبق

کلی ذاتی کی قسمیں

کلی ذاتی کی تین قسمیں ہیں: جنس، نوع اور فصل۔

۱۔ جنس وہ کلی ذاتی ہے جو ایسی جزئیات پر بولی جائے جن کی حقیقتیں الگ الگ ہوں۔ جیسے: ''حیوان'' جنس ہے، کیوں کہ وہ انسان، بیل، بکری وغیرہ پر بولا جاتا ہے جن کی حقیقتیں الگ الگ ہیں۔

---

[1] انسان کی حقیقت **حیوان ناطق**، بیل کی حقیقت **حیوانٌ ذُو خُوارٍ** اور بکری کی حقیقت **حیوانٌ ذُو رُغَاءٍ** ہے، پس ''حیوان'' سب کی ماہیت کا جز ہے۔ [2] جسم نامی: بڑھنے والا جسم۔

[3] فرس (گھوڑے) کی ماہیت **حیوانٌ صاهِلٌ** (ہنہنانے والا) ہے، حیوانٌ کی حقیقت **جسمٌ نامٍ متحرّكٌ بالإرادة** ہے، اور جسم کی حقیقت **جوهر قابل للأبعاد الثلاثة** ہے، یعنی لمبائی چوڑائی اور گہرائی قبول کرنے والا جوہر۔

۲۔ نوع وہ کلی ذاتی ہے جو ایسی جزئیات پر بولی جائے جن کی حقیقت ایک ہو۔ جیسے: ''انسان'' نوع ہے کیوں کہ وہ زید، عمر، بکر وغیرہ پر بولا جاتا ہے، جن کی حقیقت ایک ہے۔

۳۔ فصل وہ کلی ذاتی ہے جو ایسی جزئیات پر بولی جائے جن کی حقیقت ایک ہو اور وہ دوسری حقیقتوں سے اس حقیقت کو جدا کرے۔ جیسے: ''ناطق'' انسان کا فصل ہے، کیوں کہ وہ زید، عمر، بکر وغیرہ پر بولا جاتا ہے جن کی حقیقت ایک ہے اور وہ انسان کو دوسری حقیقتوں سے یعنی بیل، بکری وغیرہ سے جدا بھی کرتا ہے۔

تمرین

ذیل میں دو دو چیزیں لکھی جاتی ہیں بتاؤ کون کس کے لیے جنس یا نوع یا فصل ہے؟

۱۔ حیوان۔ فرس ۲۔ جسم نامی۔ درخت انار ۳۔ حیوان۔ حساس
۴۔ فرس۔ صاہل ۵۔ جسم مطلق۔ فرس ۶۔ حمار۔ ناہق ۷۔ ممیانا۔ بکری

تیرہواں سبق

کلی عرضی کی قسمیں

کلی عرضی کی دو قسمیں ہیں خاصہ اور عرض عام۔

۱۔ خاصہ وہ کلی عرضی ہے جو ایک حقیقت کے افراد کے ساتھ خاص ہو۔ جیسے: ضاحك، انسان کا خاصہ ہے، کیوں کہ وہ زید، عمر، بکر وغیرہ کے ساتھ خاص ہے جن کی ماہیت ایک ہے۔

۲۔ عرضِ عام وہ کلی عرضی ہے جو ایک حقیقت کے افراد کے ساتھ خاص نہ ہو بلکہ چند مختلف حقیقتیں رکھنے والے افراد پر صادق آئے۔ جیسے: ماشِيُ (پاؤں سے چلنے والا) ہونا انسان کا عرضِ عام ہے، کیوں کہ وہ انسان، فرس، بقر، غنم وغیرہ مختلف حقیقتیں رکھنے والے افراد پر صادق آتا ہے۔

فائدہ: کلیاں سب پانچ ہیں: ۱۔ جنس۔ ۲۔ نوع۔ ۳۔ فصل۔ ۴۔ خاصہ۔ ۵۔ عرضِ عام۔

تمرین

ذیل میں دو دو چیزیں لکھی جاتی ہیں بتاؤ کون کس کے لیے خاصہ یا عرضِ عام ہے؟

۱۔انسان۔کاتب ۲۔انسان۔قائم ۳۔غنم۔ماشی ۴۔انسان۔ہندی

چودہواں سبق

اصطلاح ما ھُو کا بیان

مَاھُو کے ذریعہ کسی چیز کی ماہیت دریافت کی جاتی ہے۔جیسے:الإِنْسَانُ مَا هُوَ؟ (انسان کی حقیقت کیا ہے؟)ماھو کے جواب میں کبھی حقیقتِ مختصہ[۱] آتی ہے اور کبھی حقیقتِ مشترکہ، اس سلسلہ میں قاعدہ یہ ہے کہ

۱۔اگر ماھو سے ایک چیز کے بارے میں سوال کیا جائے تو جواب میں حقیقتِ مختصہ آئے گی۔جیسے:پوچھا جائے کہ الإنْسَانُ مَا هُو؟ تو جواب ہوگا حَیوانٌ ناطقٌ کیوں کہ یہی انسان کی حقیقتِ مخصوصہ ہے۔

۲۔اور اگر ما ھو سے دو یا زیادہ چیزوں کے بارے میں سوال کیا جائے تو جواب میں حقیقتِ مشترکہ آئے گی۔جیسے:پوچھا جائے کہ انسان، بیل، بکری کی ماہیت کیا ہے؟ تو جواب ہوگا حیوان، کیوں کہ یہی چیز ان تینوں کی حقیقتِ مشترکہ ہے۔جواب میں جسمٌ نہیں آئے گا کیوں کہ وہ تمام مشترک نہیں ہے۔اور اگر سوال میں درخت کو بھی شامل کرلیا جائے اور پوچھا

---

[۱] حقیقتِ مختصہ وہ حقیقت ہے جو کسی چیز کے ساتھ خاص ہو۔جیسے:حیوانِ ناطق انسان کی مخصوص حقیقت ہے،کسی اور کی یہ حقیقت نہیں ہے۔حیوان صاھل گھوڑے کی حقیقتِ مختصہ ہے، حیوانِ ناھق (رینگنے والا جانور) گدھے کی، حیوانِ ذُو رُغاء (ممیانے والا جانور) بکری کی۔وقس علیٰ ھذا.

اور حقیقتِ مشترکہ وہ حقیقت ہے جو ایک چیز کے ساتھ خاص نہ ہو، بلکہ کئی چیزوں میں مشترک ہو۔جیسے: حیوان حقیقتِ مشترکہ ہے، انسان، فرس، بقر، غنم وغیرہ کے درمیان اور حقیقتِ مشترکہ ہی کو تمام مشترک بھی کہتے ہیں۔

جائے کہ انسان، بیل، بکری اور درخت کی حقیقت کیا ہے؟ تو جواب میں جسم نامی آئے گا، کیوں کہ اب چاروں میں یہی حقیقت مشترکہ ہے اور اگر پتھر کو بھی سوال میں شامل کرلیا جائے تو جواب میں صرف جِسمٌ آئے گا، کیوں کہ اب یہی حقیقت مشترکہ ہے۔

تمرین

درج ذیل سوالات کے جواب دو۔

۱۔ انسان اور گھوڑا کیا چیز ہیں؟

۲۔ گھوڑا اور بکری کیا ہیں؟

۳۔ درخت انگور اور پتھر کی حقیقت کیا ہے؟

۴۔ آسمان، زمین اور زید کیا ہیں؟

۵۔ سورج، چاند اور آم کا درخت کیا چیز ہیں؟

۶۔ مکھی، چڑیا اور گدھا کیا ہیں؟

۷۔ انسان کی حقیقت کیا ہے؟

۸۔ گھوڑے کی ماہیت کیا ہے؟

۹۔ گدھے کی حقیقت کیا ہے؟

۱۰۔ بکری اینٹ اور پتھر کیا ہیں؟

۱۱۔ پانی ہوا اور حیوان کیا ہیں؟

پندرہواں سبق

جنس اور فصل کی قسمیں[۱]

جنس کی دو قسمیں ہیں: جنسِ قریب اور جنسِ بعید۔

---

[۱] مناطقہ کے نزدیک جنسیں ترتیب وار یہ ہیں: ۱۔ حیوان۔ ۲۔ جسم نامی۔ ۳۔ جسم مطلق۔ ۴۔ جوہر۔ حیوان کا مطلب ہے جان دار ہونا۔ جسمِ نامی کا مطلب ہے بڑھنے والا جسم۔ جیسے: حیوانات، اشجار ونباتات کے اجسام۔ اور جسم مطلق کا مطلب ہے وہ جوہر جو لمبائی چوڑائی اور گہرائی رکھتا ہو خواہ بڑھتا ہو یا نہ بڑھتا ہو۔ اور جوہر کا مطلب ہے کہ وہ خود اپنے سہارے پر قائم ہو، اس کا مقابل عرض ہے جو قیام میں غیر کا محتاج ہوتا ہے۔ ان اجناس میں سے ہر اوپر والی جنس مشتمل ہوتی ہے نیچے والی جنس پر، اور ہر نیچے والی جنس فصل ہوتی ہے اپنے سے اوپر والی جنس کے لیے۔ اس طرح اجناس قریبہ وبعیدہ اور فصولِ قریبہ وبعیدہ پیدا ہوجاتی ہیں۔

۱۔ جنس قریب وہ جنس ہے کہ اگر اس کی جزئیات میں سے دو یا زیادہ[1] کو لے کر سوال کیا جائے تو جواب میں وہی جنس آئے۔ جیسے: حیوان، انسان کی جنس قریب ہے، کیوں کہ حیوان کے افراد میں سے جن دو یا زیادہ کو لے کر سوال کیا جائے گا تو جواب میں حیوان ہی آئے گا۔

۲۔ جنس بعید وہ جنس ہے کہ اگر اس کی جزئیات میں سے کسی بھی دو یا زیادہ کو لے کر سوال کیا جائے تو جواب میں اس جنس کا آنا ضروری نہ ہو، بلکہ جواب میں کبھی تو وہ جنس آئے اور کبھی کوئی دوسری چیز آئے۔ جیسے: جسمِ نامي انسان کی جنسِ بعید ہے، کیوں کہ اگر انسان، گھوڑے اور درخت کو ملا کر سوال کریں گے تو جواب میں جسم نامي آئے گا، لیکن اگر صرف انسان اور گھوڑے کے بارے میں سوال کریں تو جواب میں حیوان آئے گا، جسم نامي نہیں آئے گا۔

فصل کی بھی دو قسمیں ہیں فصلِ قریب اور فصلِ بعید۔

۱۔ فصل قریب وہ فصل ہے جو جنسِ قریب میں شریک جزئیات سے ماہیت کو جدا کرے۔ جیسے: ناطق، انسان کی فصل قریب ہے، کیوں کہ وہ انسان کو اس کی جنسِ قریب حیوان میں شریک تمام جزئیات فرس، بقر، غنم وغیرہ سے جدا کرتا ہے۔

---

[1] یعنی اگر کسی جنس کے افراد میں سے چند کو لے کر ما ھو سے سوال کریں اور جو جواب آئے اگر وہی جواب اس وقت بھی آئے جب اس جنس کے تمام افراد کے بارے میں ما ھو سے سوال کیا جائے تو یہ جنس قریب ہے۔ اور اگر بعض کے جواب میں تو وہ جنس آئے اور سب کے جواب میں کوئی دوسری جنس آئے تو وہ جنسِ بعید ہے۔

مثلاً: حیوان کے افراد ہیں إنسان، فرس، بقرة، غنم وغیرہ۔ اب اگر پوچھیں کہ انسان اور گھوڑے کی حقیقت کیا ہے؟ تو جواب آئے گا حیوانٌ اسی طرح گائے، بھینس کو ملالیں تو بھی جواب حیوانٌ آئے گا، بلکہ اگر حیوان کے تمام افراد کو لے کر سوال کریں تب بھی جواب حیوان آئے گا۔ پس معلوم ہوا کہ حیوان، إنسان، فرس، بقر وغیرہ کے لیے جنس قریب ہے

اور جسم نامي کے افراد ہیں انسان، فرس، بقر، أشجار، نباتات وغیرہ۔ یہاں اگر سب افراد کو ملا کر سوال کریں گے تو جواب جسم نامي آئے گا، لیکن اگر بعض کے متعلق سوال کریں گے، مثلاً: انسان، فرس، بقر کے بارے میں دریافت کریں گے تو جواب جسم نامي نہیں آئے گا، بلکہ حیوان آئے گا۔ معلوم ہوا کہ جسم نامي انسان وغیرہ کے لیے جنسِ بعید ہے۔

۲۔ فصل بعید وہ فصل ہے جو جنسِ بعید میں شریک جزئیات سے ماہیت کو جدا کرے، جنسِ قریب میں جو چیزیں شریک ہیں ان سے جدا نہ کرے۔ جیسے: حساس انسان کی فصل بعید ہے، کیوں کہ وہ انسان کو جسم نامی ہونے میں جو چیزیں انسان کے ساتھ شریک ہیں ان سے جدا کرتا ہے، مگر جان دار ہونے میں جو چیزیں انسان کے ساتھ شریک ہیں ان سے جدا نہیں کرتا۔

تمرین

امثلۂ ذیل میں بتاؤ کون کس کے لیے جنسِ قریب یا جنسِ بعید یا فصلِ قریب یا فصلِ بعید ہے۔

ناطق[۱] جسم جسم نامي ناهق صاهل حساس نامي۔

سولھواں سبق

۱۔ مفرد کی تعریف کرو اور اس کی چاروں صورتیں مع امثلہ بیان کرو۔

۲۔ مرکب کی تعریف مع مثال بیان کرو۔

۳۔ مفہوم کس کو کہتے ہیں؟

۴۔ جزئی کی تعریف بیان کرو۔

۵۔ کلی کی تعریف بیان کرو۔

۶۔ جزئیات وافراد کس کو کہتے ہیں؟

۷۔ حقیقت اور ماہیت کی کیا تعریف ہے؟

۸۔ عوارض کس کو کہتے ہیں؟

۹۔ کلی کی قسمیں بیان کرو۔

۱۰۔ کلی ذاتی کی تعریف کرو اور مثالیں دو۔

۱۱۔ کلی عرضی کی تعریف کرو اور مثالیں دو۔

۱۲۔ کلی ذاتی کی کتنی قسمیں ہیں؟

۱۳۔ جنس کی تعریف اور مثال بیان کرو۔

۱۴۔ نوع کی تعریف اور مثال بیان کرو۔

۱۵۔ فصل کی تعریف اور مثال بیان کرو۔

۱۶۔ کلی عرضی کی کتنی قسمیں ہیں؟

۱۷۔ خاصہ کی تعریف اور مثال بیان کرو۔

۱۸۔ عرضِ عام کی تعریف اور مثال بیان کرو۔

۱۹۔ اصطلاح ما هو کیا ہے؟

---

[۱] ناطق: عقل والا۔ جسم: لمبائی چوڑائی اور موٹائی رکھنے والا۔ جسم نامي: بڑھنے والا جسم۔ ناهق: ہینچوں ہینچوں کرنے والا (گدھا) صاهل: ہنہنانے والا (گھوڑا)۔ حساس: حِس رکھنے والا۔ نامي: بڑھنے والا۔

۲۰۔ ما ھو کے جواب میں کیا چیز آتی ہے؟ ۲۱۔ جنس کی کتنی قسمیں ہیں؟

۲۲۔ جنسِ قریب کی تعریف اور مثال بیان کرو۔ ۲۳۔ جنسِ بعید کی تعریف اور مثال بیان کرو۔

۲۴۔ فصلِ قریب کی تعریف اور مثال بیان کرو۔ ۲۵۔ فصلِ بعید کی تعریف اور مثال بیان کرو۔

سترہواں سبق

دو کلیوں میں نسبت کا بیان

ہر کلی کو دوسری کلی کے ساتھ چار نسبتوں میں سے کوئی ایک نسبت[1] ضرور حاصل ہوتی ہے۔ یا یوں کہو کہ دو کلیوں میں خواہ وہ کوئی سی ہوں چار نسبتوں میں سے کوئی ایک نسبت ضرور ہوتی ہے۔ وہ چار نسبتیں یہ ہیں: تساوی، تباین، عموم وخصوص مطلق اور عموم وخصوص من وجہ۔

۱۔ تساوی یہ ہے کہ دو کلیوں میں سے ہر کلی دوسری کلی کے ہر ہر فرد پر صادق آئے۔ جیسے: انسان اور ناطق میں تساوی ہے، کیوں کہ ان میں سے ہر ایک کلی دوسری کلی کے ہر ہر فرد پر صادق آتی ہے۔[2] اور جن دو کلیوں میں تساوی کی نسبت ہوتی ہے ان کو متساوِیَین کہتے ہیں۔

۲۔ تباین یہ ہے کہ دو کلیوں میں سے کوئی کلی دوسری کلی کے کسی بھی فرد پر صادق نہ آئے۔ جیسے: انسان اور گھوڑے میں تباین ہے، کیوں کہ ہر ایک دوسرے کے کسی فرد پر صادق نہیں آتا[3] اور جن دو کلیوں میں تباین کی نسبت ہوتی ہے ان کو متبائنین کہتے ہیں۔

اٹھارہواں سبق

باقی نسبتوں کا بیان

۳۔ عموم وخصوص مطلق یہ ہے کہ ایک کلی تو دوسری کلی کے ہر ہر فرد پر صادق آئے، مگر دوسری کلی

---

[1] نسبت یعنی تعلّق، علاقہ۔ [2] یعنی جو بھی انسان ہے وہ ناطق بھی ہے اسی طرح جو بھی ناطق ہے وہ انسان بھی ہے۔ [3] یعنی کوئی بھی انسان گھوڑا نہیں ہے، اور کوئی بھی گھوڑا انسان نہیں ہے۔

پہلی کلی کے ہر ہر فرد پر صادق نہ آئے صرف بعض افراد پر صادق آئے۔ جیسے: انسان اور حیوان میں عموم وخصوص مطلق ہے، کیوں کہ حیوان تو انسان کے ہر ہر فرد پر صادق آتا ہے، مگر انسان حیوان کے ہر ہر فرد پر صادق نہیں آتا ہے صرف بعض افراد پر صادق آتا ہے، اور جن دو کلیوں میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہوتی ہے ان میں سے اس کلی کو جو دوسری کلی کے ہر ہر فرد پر صادق آتی ہے عام مطلق کہتے ہیں۔ جیسے: حیوان۔ اور اس کلی کو جو دوسری کلی کے ہر ہر فرد پر صادق نہیں آتی خاص مطلق کہتے ہیں۔ جیسے: انسان اور دونوں کو ایک ساتھ عام خاص مطلق کہتے ہیں۔

۴۔ عموم وخصوص من وجہ یہ ہے کہ ہر ایک کلی دوسری کلی کے بعض افراد پر صادق آئے اور بعض پر صادق نہ آئے۔ جیسے: حیوان (جان دار) اور أَبْيَضُ (سفید) میں عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے، کیوں کہ ہر ایک دوسرے کے بعض افراد پر صادق آتا ہے۔ مثلاً: سفید بیل حیوان بھی ہے اور أبیض بھی اور کالی بھینس صرف حیوان ہے اور سفید کپڑا صرف أَبْيَضُ ہے۔ اور جن دو کلیوں میں عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہوتی ہے ان میں سے ہر ایک کو عام وخاص من وجہ کہتے ہیں۔

تمرین

امثلۂ ذیل میں دو کلیوں میں نسبت بتاؤ۔

۱۔ حیوان۔ فرس	۲۔ انسان۔ حجر[۱]	۳۔ جسم۔ حمار
۴۔ حیوان۔ اسود	۵۔ جسم نامی۔ کھجور کا درخت	۶۔ حجر۔ جسم
۷۔ انسان۔ غنم	۸۔ رومی۔ انسان	۹۔ غنم۔ حمار
۱۰۔ فرس۔ صاہل	۱۱۔ حساس۔ حیوان	

انیسواں سبق

معرّف کی قسمیں

تیسرے سبق میں معرّف، تعریف اور قولِ شارح کی تعریف گزر چکی ہے۔ اب جاننا

---

[۱] حجر: پتھر۔ اسود: سیاہ۔ غنم: بکری۔ رومی: ملکِ روم کا رہنے والا۔

چاہیے کہ تعریف کی چار قسمیں ہیں: حدِ تام، حدِ ناقص، رسمِ تام اور رسمِ ناقص۔

۱۔ حد تام وہ تعریف ہے جو جنسِ قریب اور فصلِ قریب سے مرکب ہو۔[۱] جیسے: انسان کی حد تام ہے حیوانٌ ناطقٌ.

۲۔ حد ناقص وہ تعریف ہے جو یا تو جنس بعید اور فصلِ قریب سے مرکب ہو یا صرف فصل قریب سے ہو۔ جیسے: جسمٌ ناطقٌ انسان کی حد ناقص ہے، اسی طرح صرف ناطقٌ بھی حدِ ناقص ہے۔

۳۔ رسم تام وہ تعریف ہے جو جنسِ قریب اور خاصہ سے مرکب ہو۔ جیسے: حیوانٌ ضاحِكٌ انسان کی رسمِ تام ہے۔

۴۔ رسم ناقص وہ تعریف ہے جو یا تو جنسِ بعید اور خاصہ سے مرکب ہو یا صرف خاصہ سے ہو۔ جیسے: جسمٌ ضاحِكٌ انسان کی رسمِ ناقص ہے، اسی طرح صرف ضاحكٌ بھی رسمِ ناقص ہے۔

تمرین

ذیل میں معرّف دیے گئے ہیں۔ بتاؤ اقسامِ معرّف میں سے کون سی قسم ہے؟

۱۔ جوہر ناطق۔ ۲۔ جسمِ نامی ناطق۔ ۳۔ جسمِ حساس۔[۲] ۴۔ جسمِ متحرک بالارادۃ۔ ۵۔ حیوان صاہل۔

۶۔ حیوان ناہق۔ ۷۔ جسم ناہق۔ ۸۔ حساس۔ ۹۔ ناطق۔ ۱۰۔ الكلمة لفظٌ وُضِع لمعنى مفردٍ

۱۱۔ الفعلُ كلمة دلت علىٰ معنى في نفسها مقترناً بأحدِ الأزمنة الثلاثة.

بیسواں سبق

۱۔ دو کلیوں میں کتنی نسبتیں ہو سکتی ہیں؟ ۲۔ چار نسبتیں کیا کیا ہیں؟

۳۔ تساوی کی تعریف اور مثال بیان کرو۔ ۴۔ تباین کی تعریف اور مثال بیان کرو۔

---

[۱] مرکب ہو یعنی مل کر بنے۔ [۲] حساس: حس رکھنے والا۔ متحرک بالارادہ: اپنے ارادہ سے حرکت کرنے والا۔ لفظ وضع إلخ: وہ لفظ جو اکیلے معنی کے لیے وضع کیا گیا ہو، یعنی لفظ کا جز معنی کے جز پر دلالت نہ کرتا ہو۔ کلمةٌ دلّت إلخ: وہ کلمہ جو مستقل معنی پر دلالت کرے درآں حال یہ کہ وہ معنی تین زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ کے ساتھ ملے ہوئے ہوں۔

۵۔ عموم وخصوص مطلق کی تعریف اور مثال بیان کرو۔

۶۔ عموم وخصوص من وجہٍ کی تعریف اور مثال بیان کرو۔

۷۔ حدِ تام کی تعریف اور مثال بیان کرو۔ ۸۔ حدِ ناقص کی تعریف کرو اور مثالیں دو۔

۹۔ رسمِ تام کی تعریف کرو اور مثال دو۔ ۱۰۔ رسمِ ناقص کی تعریف کرو اور مثالیں دو۔

تصورات تمام ہوئے

ذیل میں تصورات کی تمام اصطلاحیں یک جا لکھی جاتی ہیں۔ ان کو خوب یاد کرلو اور آپس میں ایک دوسرے سے سوالات کرو اور استاذ صاحب بھی سوالات کریں۔

علم۔ تصور۔ تصدیق۔ تصورِ بدیہی۔ تصورِ نظری۔

تصدیق بدیہی۔ تصدیق نظری۔ معرف۔ تعریف۔ قول شارح۔

دلیل۔ حجّت۔ نظر وفکر۔ منطق۔ ترتیب۔

موضوع۔ منطق کا موضوع۔ منطق کی غرض۔ دلالت۔ دال۔

مدلول۔ وضع۔ موضوع۔ موضوع لہ۔ دلالتِ لفظیہ۔

دلالتِ غیر لفظیہ۔ دلالتِ لفظیہ وضعیہ۔ دلالتِ لفظیہ طبعیہ۔

دلالتِ لفظیہ عقلیہ۔ دلالتِ غیر لفظیہ طبعیہ۔ دلالتِ غیر لفظیہ عقلیہ۔

دلالتِ مطابقی۔ دلالتِ تضمّنی۔ دلالتِ التزامی۔ مفرد۔

مرکب۔ مفہوم۔ جزئیات وافراد۔ حقیقت۔ ماہیت۔

عوارض۔ کلی۔ جزئی۔ کلی ذاتی۔ کلی عرضی۔ جنس۔

نوع۔ فصل۔ خاصہ۔ عرضِ عام۔ اصطلاحِ ما ھو؟ جنسِ قریب۔

جنسِ بعید۔ فصلِ قریب۔ فصلِ بعید۔ تساوی۔ تباین۔

عموم وخصوص مطلق۔ عموم وخصوص من وجہٍ۔ حدِ تام۔ حدِ ناقص۔

رسمِ تام۔ رسمِ ناقص۔

تصدیقات کی بحث

اکیسواں سبق

قضیہ کی تعریف

دلیل اور حجّت کی تعریف تیسرے سبق میں گزر چکی ہے۔ دلیل دو یا زیادہ قضیوں سے مرکب ہوتی ہے اور

قضیہ وہ مرکب بات جس کے کہنے والے کو سچّا یا جھوٹا کہہ سکیں۔ جیسے: زید کھڑا ہے اور زید کھڑا نہیں ہے۔ پہلا قضیہ موجبہ ہے، دوسرا سالبہ۔

قضیہ موجبہ وہ قضیہ ہے جس میں ایک چیز کا دوسری چیز کے لیے ثبوت ہو۔ جیسے: زید کھڑا ہے۔

قضیہ سالبہ وہ قضیہ ہے جس میں ایک چیز کی دوسری چیز سے نفی کی گئی ہو۔ جیسے: زید کھڑا نہیں ہے۔

قضیہ کی دو قسمیں ہیں: قضیہ حملیہ اور قضیہ شرطیہ۔[1]

۱۔ قضیہ حملیہ وہ قضیہ ہے جو دو مفرد سے مل کر بنے اور اس میں ایک چیز کا دوسری چیز کے لیے ثبوت ہو یا نفی ہو۔ جیسے: زید کھڑا ہے اور زید کھڑا نہیں ہے۔

موضوع: قضیہ حملیہ کا پہلا جز۔ جیسے: مذکورہ قضیہ میں ''زید''۔

محمول: قضیہ حملیہ کا دوسرا جز۔ جیسے: مذکورہ قضیہ میں ''کھڑا''۔

رابطہ: نسبت پر دلالت کرنے والا لفظ۔[2] جیسے: مذکورہ قضیہ میں ''ہے'' اور ''نہیں''۔

---

[1] قضیہ شرطیہ کا بیان آگے آئے گا۔

[2] عربی زبان میں رابطہ اکثر مقدر ہوتا ہے۔

بائیسواں سبق

قضیہ حملیہ کی قسمیں

قضیہ حملیہ کی چار قسمیں ہیں:[۱] مخصوصہ (شخصیہ) طبعیہ، محصورہ اور مہملہ۔

۱۔ قضیہ مخصوصہ (شخصیہ) وہ قضیہ ہے جس کا موضوع شخصِ معین[۲] ہو۔ جیسے: زید کھڑا ہے۔ اس میں موضوع ''زید'' ہے جو معین شخص ہے۔

۲۔ قضیہ طبعیہ وہ قضیہ ہے جس کا موضوع کلی ہو اور حکم کلی کے مفہوم[۳] پر ہو افراد پر نہ ہو۔ جیسے: انسان نوع ہے (موجبہ) اس میں نوع ہونے کا حکم انسان کی ماہیت کے لیے ہے، افراد کے لیے نہیں ہے۔ اور انسان جنس نہیں[۴] ہے (سالبہ) اس میں جنس نہ ہونے کا حکم بھی انسان کی ماہیت کے لیے ہے۔

۳۔ قضیہ محصورہ وہ قضیہ ہے جس کا موضوع کلی ہو اور حکم کلی کے افراد پر ہو اور یہ بھی بیان کیا گیا ہو کہ حکم ہر ہر فرد پر ہے یا بعض افراد پر۔ جیسے: ہر انسان جان دار ہے (موجبہ) اس میں جان دار ہونے کا حکم ہر ہر فرد پر ہے۔ اور کوئی انسان پتھر نہیں ہے (سالبہ) اس میں پتھر ہونے کی نفی ہر ہر فرد سے کی گئی ہے۔

قضیہ محصورہ کو مسوَّرہ بھی کہتے ہیں اور جس حرف سے افراد کی مقدار بیان کی جاتی ہے اس کو سور کہتے ہیں۔ جیسے: مذکورہ مثالوں میں لفظ ''ہر'' سور ہے۔

۴۔ قضیہ مہملہ وہ قضیہ ہے جس کا موضوع کلی ہو اور حکم افراد پر ہو، مگر یہ نہ بیان کیا گیا ہو کہ حکم ہر ہر فرد کے لیے ہے یا بعض کے لیے۔ جیسے: انسان[۵] جان دار ہے اور انسان پتھر نہیں ہے۔

---

[۱] یہ تقسیم موضوع کی حالت کے اعتبار سے ہے۔ [۲] شخص معین یعنی جزئی۔

[۳] مفہوم سے مراد ماہیت ہے۔

[۴] کیوں کہ افراد نوع نہیں ہیں بلکہ مفہوم ہی نوع ہے۔

[۵] ان میں یہ نہیں بیان کیا گیا ہے کہ ہر انسان یا کوئی کوئی انسان۔

تیئیسواں سبق

قضیہ محصورہ کی قسمیں

قضیہ محصورہ کی چار قسمیں ہیں: موجبہ کلیہ، موجبہ جزئیہ، سالبہ کلیہ اور سالبہ جزئیہ۔ اور ان کو محصوراتِ اربعہ کہتے ہیں۔

۱۔ موجبہ کلیہ وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں موضوع کے ہر ہر فرد کے لیے محمول کو ثابت کیا گیا ہو۔ جیسے: ہر انسان جان دار ہے۔

۲۔ موجبہ جزئیہ وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں موضوع کے بعض افراد کے لیے محمول کو ثابت کیا گیا ہو۔ جیسے: بعض جان دار انسان ہیں۔

۳۔ سالبہ کلیہ وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں موضوع کے ہر ہر فرد سے محمول کی نفی کی گئی ہو۔ جیسے: کوئی انسان پتھر نہیں ہے۔

۴۔ سالبہ جزئیہ وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں موضوع کے بعض افراد سے محمول کی نفی کی گئی ہو۔ جیسے: بعض جان دار انسان نہیں ہیں۔

فائدہ: منطق میں عام طور پر محصوراتِ اربعہ سے بحث ہوتی ہے، اس لیے ان کو خوب یاد کرو۔

تمرین

مندرجہ ذیل قضایا میں قضایا کی قسمیں بتاؤ۔

۱۔ عمرو مسجد میں ہے۔ ۲۔ حیوان جنس ہے۔ ۳۔ ہر گھوڑا ہنہناتا ہے۔

۴۔ کوئی گدھا بے جان نہیں۔ ۵۔ بعض انسان لکھنے والے ہیں۔

۶۔ بعض انسان اَن پڑھ ہیں۔ ۷۔ ہر گھوڑا جسم والا ہے۔ ۸۔ کوئی پتھر انسان نہیں۔

۹۔ ہر جان دار مرنے والا ہے۔ ۱۰۔ ہر متکبّر ذلیل ہے۔

۱۱۔ ہر متواضع (انکساری کرنے والا) معزز (عزت والا) ہے۔

۱۲۔ ہر حریص (لالچی) خوار (ذلیل) ہے۔

چوبیسواں سبق

قضیہ شرطیہ اور اس کی قسمیں

قضیہ شرطیہ وہ قضیہ ہے جو دو قضیوں سے مل کر بنے۔[1] جیسے: اگر سورج نکلا ہوا ہے تو دن موجود ہے۔ اس میں ''سورج نکلا ہوا ہے'' ایک قضیہ ہے اور ''دن موجود ہے'' دوسرا قضیہ ہے، یا جیسے: زید یا تو پڑھا ہوا ہے یا اَن پڑھ ہے۔ اس میں ''زید پڑھا ہوا ہے'' ایک قضیہ ہے اور ''زید اَن پڑھ ہے'' دوسرا قضیہ ہے۔

مقدم: قضیہ شرطیہ کا پہلا جز۔ جیسے ''سورج نکلا ہوا ہے''۔

تالی: قضیہ شرطیہ کا دوسرا جز۔ جیسے ''دن موجود ہے''۔

قضیہ شرطیہ کی دو قسمیں ہیں: متصلہ اور منفصلہ۔

۱۔ شرطیہ متصلہ وہ قضیہ ہے جس میں ایک قضیہ کے مان لینے پر دوسرے قضیہ کے ثبوت یا نفی کا حکم ہو۔ اگر ثبوت کا حکم ہے تو متصلہ موجبہ ہے۔ جیسے: اگر زید انسان ہے تو جان دار بھی ہے۔ اور اگر نفی کا حکم ہے تو متصلہ سالبہ ہے۔ جیسے: اگر زید انسان ہے تو ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا کہ وہ گھوڑا ہو۔

۲۔ شرطیہ منفصلہ وہ قضیہ ہے جس میں دو قضیوں کے درمیان علیحدگی کے ثبوت کا یا نفی کا حکم

---

[1] قضیہ شرطیہ جن دو قضیوں سے مل کر بنتا ہے ان میں خاص ارتباط یعنی جوڑ اور تعلّق کا ہونا بھی ضروری ہے۔ مثلاً: اس طرح کا تعلّق جیسا شرط اور جزا کے درمیان ہوتا ہے کہ ایک کے بعد دوسرے کا ہونا ضروری ہے یا ایسا تعلّق جیسا ضدیں اور نقیضین میں ہوتا ہے کہ ایک کے ہونے کے بعد دوسرے کا نہ ہونا ضروری ہے اور اس ارتباط کی تفصیل شرطیہ کی قسموں سے معلوم ہوگی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دو طرح کا ربط ہوگا: ۱۔ یا تو ایک قضیہ کے ہونے پر دوسرے کا ہونا نہ ہونا بیان ہوگا، خواہ دوسرے کا ہونا نہ ہونا ضروری ہو یا ویسے ہی ہو۔ ۲۔ یا دونوں میں علیحدگی اور جدائی کا ہونا نہ ہونا بیان ہوگا، چاہے قضیوں ہی کی ذات سے جدائی ہو یا ویسے ہی ہو۔ اب اقسام میں غور کر کے دیکھنا۔

ہو۔ اگر ثبوت کا حکم ہو تو منفصلہ موجبہ ہے۔ جیسے: یہ چیز یا تو درخت ہے یا پتھر ہے۔ اس میں یہ حکم ہے کہ ایک ہی چیز درخت اور پتھر دونوں نہیں ہوسکتی۔

اور اگر علیحدگی کی نفی کا حکم ہے تو منفصلہ سالبہ ہے۔ جیسے: ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ یا تو سورج نکلا ہوا ہو یا دن موجود ہو۔ اس میں یہ حکم ہے کہ ان دونوں باتوں میں جدائی نہیں ہے، بلکہ دونوں ساتھ ساتھ ہیں۔

پچیسواں سبق

شرطیہ متصلہ اور منفصلہ کی قسمیں

شرطیہ متصلہ کی دو قسمیں ہیں: متصلہ لزومیہ اور متصلہ اتفاقیہ۔

۱۔ متصلہ لزومیہ وہ قضیہ شرطیہ متصلہ ہے جس کے مقدم وتالی میں لزوم کا تعلّق ہو، یعنی ایسا قوی تعلّق ہو کہ جب اول پایا جائے تو ثانی بھی ضرور پایا جائے۔ جیسے: اگر سورج نکلا ہوا ہے (مقدم) تو دن موجود ہے[1] (تالی)۔

۲۔ متصلہ اتفاقیہ وہ قضیہ شرطیہ متصلہ ہے جس کے مقدم وتالی میں لزوم کا تعلّق نہ ہو، بلکہ دونوں قضیے اتفاقاً جمع ہوگئے ہوں۔ جیسے: اگر انسان جان دار ہے (مقدم) تو پتھر بے جان ہے[2] (تالی)

اور شرطیہ منفصلہ کی بھی دو قسمیں ہیں: منفصلہ عنادیہ اور منفصلہ اتفاقیہ۔

۱۔ منفصلہ عنادیہ وہ قضیہ شرطیہ منفصلہ ہے جس میں مقدم وتالی کی ذات ہی دونوں کے درمیان جدائی کو چاہتی ہو۔ جیسے: یہ عدد یا تو طاق ہے یا جفت ہے۔[3]

---

[1] کیوں کہ سورج نکلنے پر دن کا ہونا ضروری ہے۔

[2] انسان کے جان دار ہونے پر پتھر کا بے جان ہونا ضروری نہیں، یعنی اگر پتھر بے جان نہ ہوتا تب بھی انسان جان دار ہوتا برخلاف پہلی مثال کے کہ اگر سورج نہ نکلتا تو دن موجود نہ ہوسکتا۔

[3] جفت وہ عدد ہیں جو برابر پورے تقسیم ہوسکیں۔ جیسے: دو، چار، چھ وغیرہ۔ اور طاق وہ عدد ہیں جو برابر پورے تقسیم نہ ہوسکیں۔ جیسے: تین، پانچ، سات وغیرہ۔ پس ظاہر ہے جو طاق ہوگا جفت نہ ہوگا اور جو جفت ہوگا وہ طاق نہ ہوگا۔ غرض جفت اور طاق کی ذات ہی دونوں میں جدائی چاہتی ہے۔

۲۔منفصلہ اتفاقیہ وہ قضیہ شرطیہ منفصلہ ہے جس میں مقدم وتالی کی ذات جدائی کو نہ چاہتی ہو، بلکہ اتفاقاً جدائی ہوگئی ہو۔ جیسے: زید کے بارے میں جب کہ وہ لکھنا جانتا ہو اور شعر کہنا نہ جانتا ہو یا اس کا برعکس ہو، یہ کہنا درست ہے کہ زید یا تو لکھنے والا ہے یا شاعر ہے۔ یعنی دونوں میں سے کوئی ایک بات ہے، لیکن لکھنے اور شعر کہنے کے فن میں جدائی ضروری نہیں، [۱] بعضے لکھنا بھی جانتے ہیں اور شعر کہنا بھی۔

تمرین

ذیل میں لکھے ہوئے قضیوں میں بتاؤ کہ کون سا قضیہ کون سی قسم کا ہے؟

۱۔اگر یہ شے گھوڑا ہے تو جسم ضرور ہے۔ ۲۔اگر گھوڑا ہنہنانے والا ہے تو انسان جسم والا ہے۔

۳۔یہ بات نہیں ہے کہ اگر رات ہوگی تو سورج نکلا ہوا ہو۔

۴۔اگر سورج نکلے گا تو زمین روشن ہوگی۔

۵۔اگر وضو کروگے تو نماز صحیح ہوگی۔

۶۔اگر ایمان کے ساتھ اعمالِ صالحہ کروگے تو جنّت میں جاؤگے۔

چھبیسواں سبق

شرطیہ منفصلہ کی دوسری تقسیم

شرطیہ منفصلہ کی پھر تین قسمیں ہیں: حقیقیہ، مانعۃ الجمع اور مانعۃ الخلو۔

۱۔حقیقیہ وہ قضیہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی میں جدائی کا حکم پائے جانے میں بھی ہو اور نہ پائے جانے میں بھی ہو، یعنی دونوں ایک دم نہ تو ایک چیز میں جمع ہوسکیں، نہ علیحدہ [۲] ہوسکیں۔

---

[۱] یعنی لکھنے اور شعر کہنے کی ذات جدائی کا تقاضا نہیں کرتی، بلکہ ویسے ہی اتفاق سے جدائی ہے۔

[۲] یعنی ان میں ایسی سخت جدائی ہے کہ وجود میں بھی جدا رہتے ہیں، یعنی اگر ایک موجود ہو تو دوسرا معدوم ہو اور اگر ایک معدوم ہو تو دوسرا موجود ہو۔

جیسے: یہ عدد (مثلاً: تین) یا تو طاق ہے یا جفت۔ یعنی دونوں نہ ہوں گے اور نہ یہ ہوگا کہ دونوں ہی نہ ہوں۔[1]

۲۔ مانعۃ الجمع وہ قضیہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی میں جدائی کا حکم صرف پائے جانے میں ہو۔ یعنی دونوں ایک دم ایک چیز میں جمع نہ ہوسکیں، ہاں دونوں علیحدہ ہو سکتے ہیں۔ جیسے: یہ چیز یا تو درخت ہے یا پتھر۔ یعنی کوئی چیز درخت اور پتھر دونوں نہیں ہوسکتی، ہاں ایسی بہت سی چیزیں ہیں جو نہ درخت ہیں نہ پتھر۔ جیسے: کتاب، قلم، کاغذ وغیرہ۔

۳۔ مانعۃ الخلو وہ قضیہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی میں جدائی کا حکم صرف نہ پائے جانے میں ہو، یعنی دونوں ایک دم ایک چیز سے علیحدہ نہ ہوسکیں، ہاں جمع ہو سکتے ہیں۔ جیسے: زید پانی میں ہے یا ڈوبنے والا نہیں ہے، یعنی پانی میں ہونا اور نہ ڈوبنا دونوں باتیں ایک ساتھ جمع تو ہوسکتی ہیں، مگر یہ نہیں ہوسکتا کہ دونوں باتیں نہ ہوں۔ ورنہ یہ صورت[2] ہوگی کہ زید پانی میں نہ ہو اور ڈوب جائے، ہاں ایسا ہوسکتا ہے کہ زید پانی میں بھی ہو اور نہ ڈوبے، کیوں کہ وہ تیرنا جانتا ہے۔[3]

---

[1] یعنی ایسا نہ ہوگا کہ ایک عدد طاق بھی ہو جائے اور جفت بھی، بلکہ طاق ہوگا تو جفت نہ ہوگا اور جفت ہوگا تو طاق نہ ہوگا۔ اور نہ ایسا ہوسکتا ہے کہ کوئی عدد نہ طاق ہو اور نہ جفت، بلکہ دونوں میں سے کوئی ایک ضرور ہوگا۔

[2] اس طرح کہ جب پہلی بات پانی میں ہونا نہ پائی جائے گی تو اس کی نقیض پائی جائے گی یعنی پانی میں نہ ہونا پایا جائے گا، اسی طرح جب دوسری بات نہ ڈوبنا نہ پائی جائے گی تو اس کی نقیض پائی جائے گی، یعنی ڈوبنا۔ پس اب صورت یہ ہوگی کہ زید پانی میں نہ ہو اور ڈوب جائے، ظاہر ہے کہ یہ بات محال ہے۔

[3] اس سے آسان مثال یہ ہے کہ ہر چیز یا تو غیر شجر ہے یا غیر حجر ہے۔ یہ دونوں باتیں کسی بھی چیز سے ایک دم علیحدہ نہیں ہوسکتیں، کیوں کہ ایسی کوئی چیز نہیں نکل سکتی جو نہ غیر شجر ہو اور نہ غیر حجر ہو، ان میں سے ایک ضرور ہوگی۔ ورنہ ایک ہی چیز کا شجر اور حجر دونوں ہونا لازم آئے گا جو باطل ہے، ہاں دونوں باتیں جمع ہوسکتی ہیں کہ کوئی چیز غیر شجر بھی ہو اور غیر حجر بھی ہو اور یہ تمام وہ چیزیں ہیں جو حجر وشجر کے علاوہ ہیں۔ مثلاً: کتاب کہ غیر حجر بھی ہے اور غیر شجر بھی، صرف حجر اور شجر میں یہ دونوں باتیں جمع نہیں ہوسکتیں، کیوں کہ حجر پر تو غیر حجر صادق نہیں آتا اور شجر پر غیر شجر صادق نہیں آتا۔

تمرین

ذیل میں لکھے ہوئے قضیوں میں بتاؤ کہ کون سا قضیہ کس قسم کا ہے۔

۱۔ یہ شے گھوڑا ہے یا گدھا۔
۲۔ یہ چیز یا تو جان دار ہے یا سفید ہے۔
۳۔ زید عالم ہے یا جاہل ہے۔
۴۔ عمرو بولتا ہے یا گونگا ہے۔
۵۔ بکر شاعر ہے یا کاتب۔
۶۔ زید گھر میں ہے یا مسجد میں۔
۷۔ خالد بیمار ہے یا تندرست ہے۔
۸۔ زید کھڑا ہے یا بیٹھا ہے۔
۹۔ آدمی نیک بخت ہے یا بدبخت ہے۔

ستائیسواں سبق

تمرینی[1]

۱۔ قضیہ کی تعریف اور مثال بیان کرو۔
۲۔ قضیہ موجبہ کس کو کہتے ہیں؟
۳۔ قضیہ سالبہ کس کو کہتے ہیں۔
۴۔ قضیہ کی کتنی قسمیں ہیں؟
۵۔ قضیہ حملیہ کی تعریف مع مثال بیان کرو۔
۶۔ موضوع کس کو کہتے ہیں؟
۷۔ محمول کس کو کہتے ہیں؟
۸۔ رابطہ کس کو کہتے ہیں؟
۹۔ قضیہ حملیہ کی کتنی قسمیں ہیں؟
۱۰۔ قضیہ مخصوصہ کی تعریف کرو اور مثال دو۔
۱۱۔ قضیہ مخصوصہ کا دوسرا نام کیا ہے؟
۱۲۔ قضیہ طبعیہ کی تعریف مع مثال بیان کرو۔
۱۳۔ قضیہ محصورہ کی تعریف کرو۔
۱۴۔ قضیہ محصورہ کا دوسرا نام کیا ہے؟
۱۵۔ قضیہ مہملہ کی تعریف مع مثال بیان کرو۔
۱۶۔ قضیہ محصورہ کی کتنی قسمیں ہیں؟
۱۷۔ محصوراتِ اربعہ کیا ہیں؟
۱۸۔ موجبہ کلیہ کی تعریف مع مثال بیان کرو۔

---

[1] تصدیقات کی بحث تصورات سے بھی اہم ہے، طلبہ عام طور پر اس میں کمزور رہ جاتے ہیں، اس لیے اساتذہ اس طرف خصوصی توجہ کریں اور یہ تمرینی سبق ایک دن میں پورا نہ ہو تو دو دن لیں، مگر مضامین خوب پختہ کرا کر ہی بچوں کو آگے بڑھائیں۔

۱۹۔ موجبہ جزئیہ کی تعریف مع مثال بیان کرو۔
۲۰۔ سالبہ کلیہ کی تعریف مع مثال بیان کرو۔
۲۱۔ سالبہ جزئیہ کی تعریف مع مثال بیان کرو۔
۲۲۔ قضیہ شرطیہ کی تعریف اور مثال بیان کرو۔
۲۳۔ مقدم کس کو کہتے ہیں؟
۲۴۔ تالی کس کو کہتے ہیں؟
۲۵۔ پہلی تقسیم سے قضیہ شرطیہ کی کتنی قسمیں ہیں؟
۲۶۔ شرطیہ متصلہ کی تعریف اور مثال بیان کرو۔
۲۷۔ شرطیہ منفصلہ کی تعریف اور مثال بیان کرو۔
۲۸۔ شرطیہ متصلہ کی کتنی قسمیں ہیں؟
۲۹۔ متصلہ لزومیہ کی تعریف اور مثال بیان کرو۔
۳۰۔ متصلہ اتفاقیہ کی تعریف اور مثال بیان کرو۔
۳۱۔ شرطیہ منفصلہ کی کتنی قسمیں ہیں؟
۳۲۔ منفصلہ عنادیہ کی تعریف اور مثال بیان کرو۔
۳۳۔ منفصلہ اتفاقیہ کی تعریف اور مثال بیان کرو۔
۳۴۔ دوسری تقسیم سے شرطیہ منفصلہ کی کتنی قسمیں ہیں؟
۳۵۔ منفصلہ حقیقیہ کی تعریف اور مثال بیان کرو۔
۳۶۔ منفصلہ مانعۃ الجمع کی تعریف اور مثال دو۔
۳۷۔ منفصلہ مانعۃ الخلو کی تعریف اور مثال بیان کرو۔

اٹھائیسواں سبق

تناقض کا بیان

تناقض: دو قضیوں کا اس طرح مختلف ہونا ہے کہ اگر ان میں سے ایک کو سچّا مانیں تو دوسرے کو ضرور جھوٹا ماننا پڑے اور اگر ایک کو جھوٹا مانیں تو دوسرے کو ضرور سچّا ماننا پڑے۔ جیسے: ''زید عالم ہے'' اور ''زید عالم نہیں ہے'' یہ دو قضیے ہیں اگر ان میں سے ایک سچّا ہوگا تو دوسرا ضرور جھوٹا ہوگا۔
نقیض: جن دو قضیوں میں تناقض ہوتا ہے ان میں سے ہر قضیہ کو دوسرے کی نقیض کہتے ہیں۔
نقیضین وہ دو قضیے ہیں جن میں تناقض ہو۔
تناقض کا حکم: جن دو قضیوں میں تناقض ہوتا ہے وہ نہ تو ایک ساتھ جمع ہو سکتے ہیں، اور نہ ایک

ساتھ جدا ہو سکتے ہیں۔ جیسے مثالِ مذکور میں نہ یہ ہوسکتا ہے کہ زید عالم بھی ہو اور جاہل بھی ہو اور نہ یہ ہوسکتا ہے کہ وہ نہ عالم ہو اور نہ جاہل ہو۔

شرائطِ تناقض کا بیان

دو قضیوں میں تناقض کے لیے عام شرط تو یہ ہے کہ ان میں سے ایک موجبہ ہونا چاہیے دوسرا سالبہ۔ پھر اگر وہ دو مخصوصہ قضیے ہوں تو آٹھ باتوں میں اتحاد بھی ضروری ہے، جو وحداتِ ثمانیہ کہلاتی ہیں۔ اور اگر وہ دو محصورہ قضیے ہوں تو کلی اور جزئی ہونے میں اختلاف بھی ضروری ہے، یعنی ان میں سے ایک کلیہ ہو تو دوسرا جزئیہ۔ (مثالیں اور وحداتِ ثمانیہ کا بیان آیندہ سبق میں ہے)۔

انتیسواں سبق

وحداتِ ثمانیہ

دو قضیوں میں تناقض کے لیے آٹھ باتوں میں اتحاد ضروری ہے، جو وحداتِ ثمانیہ کہلاتی ہیں۔ وہ یہ ہیں:

۱۔ دونوں قضیوں کا موضوع ایک ہو، پس ''زید کھڑا ہے'' اور ''عمر کھڑا نہیں ہے''۔ ان میں تناقض نہیں، کیوں کہ دونوں کا موضوع ایک نہیں۔

۲۔ دونوں قضیوں کا محمول ایک ہو، پس ''زید کھڑا ہے'' اور ''زید بیٹھا نہیں ہے'' ان میں تناقض نہیں، کیوں کہ دونوں کا محمول ایک نہیں۔

۳۔ دونوں قضیوں میں جگہ ایک ہو، پس ''زید مسجد میں بیٹھا ہے'' اور ''زید گھر میں نہیں بیٹھا ہے'' ان میں تعارض نہیں، کیوں کہ مکان ایک نہیں۔

۴۔ دونوں قضیوں میں شرط ایک ہو، پس ''زید کی انگلیاں ہلتی ہیں اگر وہ لکھتا ہو'' اور ''زید کی انگلیاں نہیں ہلتی ہیں اگر وہ نہ لکھتا ہو'' ان میں تناقض نہیں، کیوں کہ شرط ایک نہیں۔

۵۔ دونوں قضیوں میں نسبت ایک ہو، پس ''زید عمر کا باپ ہے'' اور ''زید بکر کا باپ نہیں ہے''

ان میں تناقض نہیں، کیوں کہ اضافت ایک نہیں۔

۶۔ دونوں قضیوں میں جزوکل کا اختلاف نہ ہو، یعنی یا تو دونوں قضیوں میں کل پر حکم لگایا گیا ہو یا جز پر، ایسا نہ ہو کہ ایک قضیہ میں تو کُل پر حکم لگایا گیا ہو اور دوسرے میں جز پر۔ جیسے: ''یہ کھانا کافی نہیں''، یعنی سب کے لیے اور ''یہ کھانا کافی ہے''، یعنی بعض کے لیے۔ ان میں تناقض نہیں، کیوں کہ ایک حکم کل پر لگایا گیا ہے اور دوسرا جز پر (باقی وحدات کا بیان آیندہ سبق میں ہے)

تیسواں سبق

باقی وحدات کا بیان

۷۔ دونوں قضیوں میں قوت وفعل کا اختلاف نہ ہو، یعنی دونوں قضیوں میں محمول موضوع کے لیے یا تو بالفعل ثابت ہو یا بالقوہ[۱] ایسا نہ ہو کہ ایک قضیہ میں محمول موضوع کے لیے بالفعل ثابت ہو اور دوسرے میں بالقوہ۔ جیسے: ''یہ شیرۂ انگور شراب نہیں ہے''، یعنی بالفعل اور ''یہ شیرۂ انگور شراب ہے''، یعنی بالقوہ۔ ان میں تناقض نہیں ہے، کیوں کہ ایک حکم بالفعل ہے اور دوسرا بالقوہ۔

۸۔ دونوں قضیوں میں زمانہ ایک ہو، پس ''زید دن میں پڑھتا ہے'' اور ''زید رات میں نہیں پڑھتا ہے'' ان میں تناقض نہیں ہے، کیوں کہ زمانہ ایک نہیں ہے۔

فائدہ: کسی شاعر نے ان وحداتِ ثمانیہ کو نظم کیا ہے۔ یہ اشعار یاد کرلو۔

در تناقض ہشت وحدت شرط داں　　　وحدتِ موضوع ومحمول ومکاں
وحدتِ شرط واضافت جزوکل　　　قوت وفعل است در آخر زماں

ترجمہ: ۱۔ تناقض کے لیے آٹھ باتوں میں اتفاق شرط ہے: موضوع کا، محمول کا اور جگہ کا ایک ہونا۔

۲۔ شرط اور اضافت (نسبت) کا ایک ہونا، جزوکل اور قوت وفعل کا ایک ہونا، اور آخر میں زمانہ کا ایک ہونا۔

---

[۱] بالقوہ کے معنی ہیں ہوسکنا، یعنی استعداد ولیاقت کا ہونا۔ جیسے: زید بالقوہ بادشاہ ہے، یعنی ہوسکتا ہے، استعداد رکھتا ہے۔ اور بالفعل کے معنی ہیں اسی وقت ہونا، فی الحال ہونا۔

اکتیسواں سبق

قضایا محصورہ میں تناقض کا بیان

یہ بات پہلے آچکی ہے کہ دو محصورہ قضیوں میں تناقض پائے جانے کے لیے وحداتِ ثمانیہ کے علاوہ کلیت وجزئیت کا اختلاف بھی ضروری ہے، یعنی ان میں سے ایک قضیہ کلیہ ہو اور دوسرا جزئیہ، پس:

۱۔ موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ آئے گی۔ جیسے: ''ہر انسان جان دار ہے'' موجبہ کلیہ ہے، اس کی نقیض ''بعض انسان جان دار نہیں ہیں'' سالبہ جزئیہ آئے گی۔

۲۔ سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ آئے گی۔ جیسے: ''کوئی انسان پتھر نہیں ہے'' سالبہ کلیہ ہے، اس کی نقیض ''بعض انسان پتھر ہیں'' موجبہ جزئیہ آئے گی۔[۱]

تمرین

درج ذیل قضایا کی نقیضین بتاؤ، اور جو دو قضیے یک جا لکھے گئے ہیں ان میں تناقض ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو کون سی شرط مفقود ہے؟

۱۔ ہر گھوڑا جان دار ہے۔ ۲۔ بعض جان داروں میں سے بکری ہے۔

۳۔ کوئی انسان درخت نہیں ہے۔ ۴۔ عمرو مسجد میں ہے۔ عمرو گھر میں نہیں ہے۔

۵۔ بکر زید کا بیٹا ہے۔ بکر عمرو کا بیٹا نہیں ہے۔ ۶۔ فرنگی گورا ہے۔ فرنگی گورا نہیں ہے۔

---

[۱] شاید کسی کو وہم ہو کہ محصورات تو چار ہیں۔ دو کی نقیض تو بتلائی باقی دو (موجبہ جزئیہ اور سالبہ جزئیہ) کو کیوں چھوڑ دیا؟ تو جواب یہ ہے کہ جب ایک قضیہ کی نقیض دوسرا قضیہ ہوتا ہے تو اس دوسرے قضیہ کی نقیض وہ پہلا قضیہ ہوگا۔ یعنی جب موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ ہے تو اسی سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ سالبہ جزئیہ کی نقیض موجبہ کلیہ ہے، اسی طرح جب سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ ہے تو اس میں یہ بھی بتلا دیا کہ موجبہ جزئیہ کی نقیض سالبہ کلیہ ہوگی۔ غرض چاروں محصوروں کی نقیض معلوم ہوگئیں۔ (حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

۷۔ ہر انسان جسم ہے۔
۸۔ بعض سُپید جان دار ہیں۔
۹۔ بعض جان دار گدھا نہیں ہے۔
۱۰۔ بعض انسان لکھنے والے ہیں۔
۱۱۔ بعض بکریاں کالی نہیں۔
۱۲۔ زید رات کو سوتا ہے۔ زید دن کو نہیں سوتا ہے۔

بتیسواں سبق

عکسِ مُستوی کا بیان

عکسِ مستوی: کسی قضیہ کے پہلے جز کو دوسرا، اور دوسرے جز کو پہلا کر دینا، یعنی بالکل الٹ دینا[۱] جیسے: ''ہر انسان جان دار ہے'' کا عکسِ مستوی ہے ''بعض جان دار انسان ہیں''۔[۲]

عکس مستوی کے لیے دو باتیں ضروری ہیں:

۱۔ صدق کا باقی رہنا، یعنی اگر پہلا قضیہ سچّا ہے یا سچّا مانا گیا ہے تو دوسرا جو اس کا الٹا ہے وہ بھی سچّا ہی ہو یا سچّا مانا جا سکے۔

۲۔ کیف کا باقی رہنا، یعنی اگر پہلا قضیہ موجبہ ہو تو دوسرا جو اس کا الٹا ہے وہ بھی موجبہ ہو اور اگر پہلا سالبہ ہو تو دوسرا بھی سالبہ ہو۔

جب یہ دو باتیں ضروری ہیں تو اب چار قاعدے یاد کرلو:

۱۔ موجبہ کلیہ کا عکسِ مستوی موجبہ جزئیہ آتا ہے۔ جیسے: ''ہر انسان جان دار ہے'' کا عکسِ مستوی ہے ''بعض جان دار انسان ہیں''۔[۳]

۲۔ موجبہ جزئیہ کا عکسِ مستوی موجبہ جزئیہ ہی آتا ہے۔ جیسے: ''بعض انسان جان دار ہیں'' کا

---

[۱] یعنی اگر قضیہ حملیہ ہو تو موضوع کو محمول اور محمول کو موضوع کر دینا اور اگر قضیہ شرطیہ ہو تو مقدم کو تالی اور تالی کو مقدم کر دینا۔ [۲] کیوں کہ انسان پہلا جز تھا اور جان دار دوسرا۔ جان دار کو پہلا کر دیا اور انسان کو دوسرا تو عکس بن گیا اور پہلا قضیہ موجبہ اور سچّا ہے تو یہ دوسرا بھی موجبہ اور سچّا ہے۔ [۳] ہر جان دار انسان ہے (موجبہ کلیہ) کا عکس نہیں آئے گا، کیوں کہ یہ غلط ہو جائے گا۔ بہت سے جان دار ایسے ہیں جو انسان نہیں ہیں۔ جیسے: گائے، بیل وغیرہ تو اس میں اصل قضیہ تو سچّا تھا، مگر عکس سچّا نہ رہا اس لیے غلط ہو گیا۔

عکسِ مستوی ہے ''بعض جان دار انسان ہیں''۔

۳۔ سالبہ کلیہ کا عکسِ مستوی سالبہ کلیہ آتا ہے۔ جیسے: ''کوئی انسان پتھر نہیں'' کا عکسِ مستوی ہے ''کوئی پتھر انسان نہیں''۔

۴۔ سالبہ جزئیہ کا عکسِ مستوی ہر جگہ لازمی طور سے نہیں آتا۔[1] جیسے: ''بعض جان دار انسان نہیں'' سالبہ جزئیہ ہے اور سچا ہے، مگر اس کا عکسِ مستوی ''بعض انسان جان دار نہیں'' غلط ہے۔[2]

تمرین

درج ذیل قضایا کے عکس مستوی نکالو۔

۱۔ ہر انسان جسم والا ہے۔ ۲۔ کوئی گدھا بے جان نہیں ہے۔
۳۔ کوئی گھوڑا عاقل نہیں ہے۔ ۴۔ ہر حریص ذلیل ہے۔
۵۔ ہر قناعت کرنے والا پیارا ہے۔ ۶۔ ہر نمازی سجدہ کرنے والا ہے۔
۷۔ ہر مسلمان اللہ کو ایک جاننے والا ہے۔ ۸۔ بعض مسلمان نماز نہیں پڑھتے۔
۹۔ بعض مسلمان روزہ رکھتے ہیں۔ ۱۰۔ بعض مسلمان نمازی ہیں۔

تینتیسواں سبق

تمرینی

۱۔ تناقض کسے کہتے ہیں؟ مثال بھی بیان کرو۔ ۲۔ نقیض اور نقیضین کیا ہیں؟
۳۔ تناقض کا حکم کیا ہے؟ ۴۔ تناقض کے لیے عمومی شرط کیا ہے؟
۵۔ تناقض کے لیے دو مخصوصہ قضیوں میں کتنی باتوں میں اتحاد ضروری ہے؟

---

[1] اور کبھی سچا نکل آئے تو اس کا اعتبار نہیں۔ جیسے: ''بعض جان دار سفید نہیں'' (سالبہ جزئیہ) کا یہ عکس کہ ''بعض سفید جان دار نہیں'' (سالبہ جزئیہ) سچا ہے، مگر اعتبار اس لیے نہیں کہ منطق کے قاعدے کلی ہوتے ہیں لہٰذا اس عکس کا اعتبار ہوگا جو ہمیشہ آئے۔

[2] اور جب سالبہ جزئیہ کا عکس سالبہ جزئیہ ہر جگہ صادق نہیں تو سالبہ کلیہ ہر جگہ کیسے ثابت ہو سکتا ہے؟

۶۔ تناقض کے لیے دو محصورہ قضیوں میں وحداتِ ثمانیہ کے علاوہ کیا شرط ہے؟
۷۔ وحداتِ ثمانیہ تفصیل سے بیان کرو۔ ۸۔ وحدتِ جز وکل کا کیا مطلب ہے؟
۹۔ وحدتِ قوت وفعل کا کیا مطلب ہے؟ ۱۰۔ وہ اشعار سناؤ جن میں وحداتِ ثمانیہ جمع ہیں۔
۱۱۔ موجبہ کلیہ کی نقیض کیا ہے؟ ۱۲۔ سالبہ کلیہ کی نقیض کیا ہے؟
۱۳۔ موجبہ جزئیہ کی نقیض کیا ہے؟ ۱۴۔ سالبہ جزئیہ کی نقیض کیا ہے؟
۱۵۔ عکسِ مستوی کی تعریف مع مثال بیان کرو۔
۱۶۔ عکسِ مستوی کے لیے کتنی باتیں ضروری ہیں اور کیا؟
۱۷۔ موجبہ کلیہ کا عکس کیا ہوتا ہے۔ ۱۸۔ موجبہ جزئیہ کا عکس کیا آتا ہے؟
۱۹۔ سالبہ کلیہ کا عکس کیا آتا ہے؟ ۲۰۔ سالبہ جزئیہ کا عکس کیا آتا ہے؟

تنبیہ: تصدیقات میں اب تک جو اصطلاحات آئی ہیں ان کی فہرست لکھی جاتی ہے۔ ان کو ازبر کرلو، اور آپس میں ایک دوسرے سے پوچھو۔

حجّت (دلیل)۔ قضیہ۔ حملیہ۔ شرطیہ۔ موجبہ۔
سالبہ۔ موضوع۔ محمول۔ رابطہ۔ مخصوصہ (شخصیہ) طبعیہ۔
محصورہ۔ مہملہ۔ موجبہ کلیہ۔ موجبہ جزئیہ۔ سالبہ کلیہ۔
سالبہ جزئیہ۔ محصوراتِ اربعہ۔ متصلہ۔ منفصلہ۔ مقدم۔
تالی۔ متصلہ لزومیہ۔ متصلہ اتفاقیہ۔ منفصلہ عنادیہ۔ منفصلہ اتفاقیہ۔
منفصلہ حقیقیہ۔ منفصلہ مانعۃ الجمع۔ منفصلہ مانعۃ الخلو۔ تناقض، نقیض۔
نقیضین۔ وحداتِ ثمانیہ۔ عکسِ مستوی۔

چوتیسواں سبق

قیاس کا بیان

حجّت کی تین قسمیں ہیں: قیاس، استقرا اور تمثیل۔[1]

[1] استقرا اور تمثیل کا بیان آگے مستقل اسباق میں آئے گا۔

۱۔ قیاس:[۱] دو قضیوں سے بنی ہوئی وہ بات ہے جس کے ماننے پر خود بخود ایک اور قضیہ ماننا پڑے۔[۲] جیسے: ''ہر انسان جان دار ہے'' اور ''ہر جان دار جسم والا ہے'' یہ دو قضیے ہیں، اگر کوئی ان کو مان لے تو اس کو ضرور یہ ماننا پڑے گا کہ ''ہر انسان جسم والا ہے''، پس وہ دو قضیے تو قیاس ہیں اور یہ تیسری بات قیاس کا نتیجہ ہے۔

چند اصطلاحات یاد کرلیں:

اصغر: نتیجہ کا موضوع۔ جیسے: مثالِ مذکور میں ''انسان''۔

اکبر: نتیجہ کا محمول۔ جیسے: مثالِ مذکور میں ''جسم والا''۔

مقدمہ: وہ قضیہ جو قیاس کا جز بنے۔ جیسے: مثال مذکور میں ''ہر انسان جان دار ہے'' پہلا مقدمہ ہے اور ''ہر جان دار جسم والا ہے'' دوسرا مقدمہ ہے۔

صغریٰ: قیاس کا وہ مقدمہ جس میں اصغر ہو۔ جیسے: مثالِ مذکور میں: ''ہر انسان جان دار ہے''۔

کبریٰ: قیاس کا وہ مقدمہ جس میں اکبر ہو۔ جیسے: مثالِ مذکور میں ''ہر جان دار جسم والا ہے''۔

حدِّ اوسط: قیاس کا وہ جز جو مکرر مذکور ہو۔ جیسے: مثالِ مذکور میں ''جان دار'' کہ وہ صغریٰ میں بھی ہے اور کبریٰ میں بھی۔

نتیجہ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ حدِّ اوسط کو حذف کردو، جو باقی رہے وہی نتیجہ ہے۔ جیسے: مثالِ مذکور میں ''جان دار'' کو حذف کیا تو باقی رہا ''ہر انسان جسم والا ہے''۔ یہی قیاس کا نتیجہ ہے۔[۳]

---

[۱] یہ قیاس فقہا والا قیاس نہیں ہے، بلکہ یہ از قبیل استدلال ہے۔ فقہا والا قیاس منطق کی اصطلاح میں تمثیل ہے جس کا بیان سبق ۳۸ میں آ رہا ہے۔ [۲] یعنی خواہ وہ واقعی ہوں خواہ فرضی مگر جب ان کو مان لیا گیا تو تیسری بات ماننی ہوگی۔ جیسے: ''ہر آدمی گدھا ہے'' اور ''ہر گدھا پتھر ہے'' اگر کوئی یہ دو فرضی باتیں مان لے تو اس کو یہ ماننا پڑے گا کہ ''ہر آدمی پتھر ہے''۔ [۳] رہی یہ بات کہ نتیجہ کہاں موجبہ کلیہ ہوتا ہے اور کہاں موجبہ جزئیہ اور کہاں سالبہ کلیہ اور کہاں سالبہ جزئیہ یہ بات بڑی کتابوں میں آئے گی۔ اکثر نتیجہ کم درجہ کا نکلتا ہے، یعنی صغریٰ و کبریٰ میں سے ایک موجبہ اور ایک سالبہ ہو تو نتیجہ سالبہ آئے گا، کیوں کہ وہی کم درجہ ہے اور دونوں میں سے ایک کلیہ اور ایک جزئیہ ہو تو نتیجہ جزئیہ آئے گا، کیوں کہ وہی کم درجہ ہے۔ اور اگر دونوں موجبہ ہوں تو نتیجہ موجبہ آئے گا اور دونوں کلیہ ہوں تو نتیجہ بھی کلیہ ہی آئے گا۔ چناں چہ پہلی شکل کی مثال کا نتیجہ موجبہ کلیہ، دوسری کا سالبہ کلیہ اور تیسری اور چوتھی کا موجبہ جزئیہ آیا ہے۔

پینتیسواں سبق

قیاس کی چار شکلیں

شکل قیاس کی وہ ہیئت ہے جو حدِ اوسط کے اصغر و اکبر کے پاس ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔ شکلیں چار ہیں۔

پہلی شکل وہ ہے جس میں حدِ اوسط صغریٰ میں محمول اور کبریٰ میں موضوع ہو۔ جیسے: ''ہر انسان جان دار ہے'' (صغریٰ) اور ''ہر جان دار جسم والا ہے'' (کبریٰ) پس ''ہر انسان جسم والا ہے'' (نتیجہ)۔

دوسری شکل وہ ہے جس میں حدِ اوسط صغریٰ اور کبریٰ دونوں میں محمول ہو۔ جیسے: ''ہر انسان جان دار ہے'' (صغریٰ) اور ''کوئی پتھر جان دار نہیں'' (کبریٰ) پس ''کوئی انسان پتھر نہیں'' (نتیجہ)۔

تیسری شکل وہ ہے جس میں حدِ اوسط صغریٰ اور کبریٰ دونوں میں موضوع ہو۔ جیسے: ''ہر انسان جان دار ہے'' (صغریٰ) اور ''بعض انسان لکھنے والے ہیں'' (کبریٰ) پس ''بعض جان دار لکھنے والے ہیں'' (نتیجہ)۔

چوتھی شکل وہ ہے جس میں حدِ اوسط صغریٰ میں موضوع اور کبریٰ میں محمول ہو۔[1] جیسے: ''ہر انسان جان دار ہے'' (صغریٰ) اور ''بعض لکھنے والے انسان ہیں'' (کبریٰ) پس ''بعض جان دار لکھنے والے ہیں'' (نتیجہ)۔

تمرین

ذیل میں چند قیاس لکھے جاتے ہیں۔ ان میں اصغر، اکبر، حدِ اوسط، صغریٰ اور کبریٰ کو پہچان کر بتاؤ، اور نتائج بھی بتاؤ۔

---

[1] سہل طریقہ سے یوں سمجھیے کہ اگر حدِ اوسط، صغریٰ، کبریٰ دونوں میں محمول ہو تو شکلِ ثانی ہے اور دونوں میں موضوع ہو تو شکلِ ثالث ہے اور اگر صغریٰ میں محمول اور کبریٰ میں موضوع ہو تو شکلِ اول ہے اور اگر اس کا الٹا ہے تو شکلِ رابع ہے۔ (مولانا جمیل احمد رحمۃ اللہ علیہ)

۱۔ ہر انسان ناطق ہے اور ہر ناطق جسم ہے۔
۲۔ ہر انسان جان دار ہے اور کوئی جان دار پتھر نہیں۔
۳۔ بعض جان دار گھوڑے ہیں اور ہر گھوڑا ہنہنانے والا ہے۔
۴۔ بعض مسلمان نمازی ہیں اور ہر نمازی اللہ کا پیارا ہے۔
۵۔ بعض مسلمان ڈاڑھی منڈانے والے ہیں اور کوئی ڈاڑھی منڈانے والا اللہ کو نہیں بھاتا۔
۶۔ ہر نمازی سجدہ کرنے والا ہے، اور ہر سجدہ کرنے والا اللہ کا فرماں بردار ہے۔

چھتیسواں سبق

قیاس کی قسمیں

قیاس کی دو قسمیں ہیں: قیاس استثنائی اور قیاس اقترانی۔

۱۔ قیاس استثنائی وہ قیاس ہے جس میں نتیجہ یا نقیضِ نتیجہ مذکور ہو۔[۱] جیسے: ''جب سورج نکلا ہوا ہو تو دن موجود ہوگا'' (صغریٰ) ''لیکن سورج نکلا ہوا ہے'' (کبریٰ) پس ''دن موجود ہے'' (نتیجہ)۔ اس قیاس میں نتیجہ بعینہٖ مذکور ہے۔ اور ''جب سورج نکلا ہوا ہوگا تو دن موجود ہوگا'' (صغریٰ) ''لیکن دن موجود نہیں ہے'' (کبریٰ) پس ''سورج نکلا ہوا نہیں ہے'' (نتیجہ) اس قیاس میں نتیجہ کی نقیض یعنی ''سورج نکلا ہوا ہوگا'' مذکور ہے۔

قیاسِ استثنائی کی ترکیب ایسے دو قضیوں سے ہوتی ہے جن میں سے پہلا قضیہ شرطیہ ہوتا ہے اور دوسرا حملیہ، اور دونوں کے درمیان حرفِ استثنا ''لیکن'' آتا ہے، اس لیے اس کو استثنائی کہتے ہیں۔

---

[۱] بعینہٖ نتیجہ کے مذکور ہونے کے یہ معنی ہیں کہ نتیجہ کے موضوع و محمول جس ترتیب سے نتیجہ میں ہیں اسی ترتیب سے قیاس میں بلا فصل موجود ہوں۔ جیسے: کتاب کی پہلی مثال میں ''دن موجود ہے'' نتیجہ ہے جو صغریٰ میں تالی بن کر موجود ہے، اور دوسری مثال میں ''سورج نکلا ہوا نہیں ہے'' نتیجہ ہے اس کی نقیض ''سورج نکلا ہوا ہوگا'' صغریٰ میں مقدم بن کر موجود ہے۔

قیاسِ استثنائی بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ کوئی بھی قضیہ شرطیہ لے کر اس کو صغریٰ بنایا جائے، پھر حرف ''لیکن'' لا کر اس کے بعد یا تو اس شرطیہ کے مقدم کو بعینہٖ یا تالی کو بعینہٖ یا ان میں سے ہر ایک کی نقیض کو قضیہ حملیہ کی شکل میں رکھ کر کبریٰ بنایا جائے، پھر حدِ اوسط گرا کر نتیجہ نکالا جائے۔ جیسے: مثالِ مذکور میں ''جب سورج نکلا ہوا ہوگا تو دن موجود ہوگا'' قضیہ شرطیہ ہے اور قیاس استثنائی کا صغریٰ ہے اور ''لیکن'' حرفِ استثنا ہے اور ''سورج نکلا ہوا ہے'' بعینہٖ مقدم ہے جو کبریٰ ہے اور ''دن موجود ہے'' نتیجہ ہے جو حدِ اوسط حذف کرنے کے بعد نکلا ہے۔

۲۔ قیاسِ اقترانی وہ قیاس ہے جس میں نتیجہ بعینہٖ یا نتیجہ کی نقیض مذکور نہ ہو۔[۱] اور نہ اس میں حرف ''لیکن'' ہو۔ جیسے: ''ہر انسان جان دار ہے'' (صغریٰ) اور ''ہر جان دار جسم والا ہے'' (کبریٰ) پس ''ہر انسان جسم والا ہے'' (نتیجہ)۔

فائدہ: قیاسِ اقترانی میں نتیجہ کے اجزا الگ الگ تو مذکور ہوتے ہیں، مگر پورا نتیجہ بعینہٖ یا اس کی نقیض مذکور نہیں ہوتی، نہ اس میں حرف ''لیکن'' ہوتا ہے، اس وجہ سے اس کو اقترانی کہتے ہیں۔ اقتران کے معنی ہیں ''ملنا''، اس قیاس میں صغریٰ کبریٰ ملے ہوئے ہوتے ہیں ''لیکن'' کا فصل نہیں ہوتا، اس لیے اس کو اقترانی کہا جاتا ہے۔

سینتیسواں سبق

استقرا کا بیان

استقرا کے لغوی معنی ہیں جائزہ لینا، تلاش و جستجو کرنا۔ اور اصطلاحی معنی ہیں کسی کلی کی جزئیات کا جائزہ لینا اور جب ہر ہر جزئی میں کوئی خاص بات ملے تو کلی کے تمام افراد پر اس خاص بات کا حکم کر دینا۔ جیسے: ''دہلی کا رہنے والا'' ایک کلی ہے اور دہلی میں رہنے والے سب لوگ اس کی

---

[۱] نہ صغریٰ میں نہ کبریٰ میں۔ اور بعینہٖ مذکور نہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ نتیجہ کے موضوع و محمول اس ترتیب سے جس ترتیب سے وہ نتیجہ میں ہیں صغریٰ یا کبریٰ میں نہ ہوں، مگر نتیجہ کے موضوع و محمول کا الگ الگ ہو کر مذکور ہونا ضروری ہے۔

جزئیات ہیں، کسی نے ان کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ ہر ایک عقل مند ہے، پس اس نے کلی حکم لگا دیا کہ دہلی کے رہنے والے عقل مند ہیں تو یہ استقرائی حکم ہے۔

استقرا کا حکم: استقرا یقین کا فائدہ نہیں دیتا، اس لیے کہ ممکن ہے دہلی کا رہنے والا کوئی آدمی ایسا بھی ہو جس میں عقل نہ ہو اور وہ اس شخص کی تلاش میں نہ آیا ہو۔ البتہ اگر کسی کلی کے افراد محدود ہوں، ہر ہر فرد کا جائزہ لے کر کوئی حکم لگایا جائے تو وہ قطعی ہوگا۔ جیسے: اہلِ حق کا یہ فیصلہ کہ تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین روایتِ حدیث میں معتبر ہیں۔

اڑتیسواں سبق

تمثیل کا بیان

تمثیل کے لغوی معنی ہیں مشابہت دینا، ایک جیسا ہونا بتلانا۔ اور اصطلاحی معنی ہیں جب کسی خاص جزئی میں کوئی بات (حکم) ملے اور سوچنے سے اس کی وجہ (علت) بھی معلوم ہو جائے، پھر وہی وجہ ایک دوسری جزئی میں بھی پائی جائے، پس اس میں بھی وہی بات ثابت کرنا تمثیل ہے، فقہا کی اصطلاح میں اس کو قیاس کہتے ہیں۔ جیسے: قرآن پاک میں یہ حکم ہے کہ شراب حرام ہے، اور غور کرنے سے معلوم ہوا کہ اس کی وجہ نشہ آور ہونا ہے، اب یہی وجہ بھنگ،[1] افیم، چرس اور گانجے میں بھی پائی گئی تو ان میں بھی حرام ہونے کا حکم لگا دیا۔

تمثیل میں چار چیزیں ہوتی ہیں:

۱۔ اصل (مَقِیس علیہ): پہلی چیز جس میں وہ حکم ملا ہے۔ جیسے: شراب۔

۲۔ فرع (مَقِیس): دوسری چیز جس میں پہلی چیز کا حکم جاری کیا گیا ہے۔ جیسے: بھنگ وغیرہ۔

۳۔ علت وہ وجہ ہے جو پہلی چیز میں سے سوچ کر نکالی گئی ہے۔ جیسے: نشہ آور ہونا۔

---

[1] بھنگ: ایک قسم کی نشیلی پتی۔ افیم: افیون، مشہور زہریلی اور نشیلی چیز جو پوست کے رس کو منجمد کر کے بنائی جاتی ہے۔ چرس: ایک نشہ جو بھنگ کے پتوں اور افیون سے تیار کیا جاتا ہے، اسے تمباکو کی طرح پیتے ہیں۔ گانجا: بھنگ کا پودا اور بھنگ کے بیج جن کو چلم میں رکھ کر پیتے ہیں۔

۴۔ حکم: وہ بات جو اصل میں تھی اور اس کو فرع میں بھی جاری کیا گیا۔ جیسے: حرام ہونا۔
تمثیل کا حکم: تمثیل سے بھی یقین کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا، اس لیے کہ مقیس علیہ میں سے جو علت نکالی گئی ہے ممکن ہے وہ اس حکم کی علت نہ ہو۔[1]

انتالیسواں سبق

دلیلِ لمّی اور دلیلِ انّی

حدِ اوسط نتیجہ کے علم کی علت ہے: قیاس میں دو قضیوں کو ماننے کی وجہ سے جو ہم کو نتیجہ کا علم ہوتا ہے وہ حدِ اوسط کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جیسے: ''ہر انسان جان دار ہے'' (صغریٰ) اور ''ہر جان دار جسم دار ہے'' (کبریٰ) ان دو باتوں سے ہمیں یہ علم ہوا کہ ہر انسان جسم والا ہے، یہ علم ہمیں حدِّ اوسط ''جان دار'' کی وجہ سے حاصل ہوا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے صغریٰ میں حد اوسط اصغر کے لیے ثابت کی گئی ہے، پھر کبریٰ میں اسی حدِّ اوسط کے لیے اکبر کو ثابت کیا گیا ہے اور ثابت کا ثابت ثابت ہوتا ہے، پس اکبر بھی حدّ اوسط کے توسط سے اصغر کے لیے ثابت ہوگا اور وہی نتیجہ ہے۔[2] خلاصہ یہ ہے کہ حدّ اوسط قیاس میں ہمارے لیے نتیجہ کے علم کی علت ہے۔

---

[1] مثلاً: کسی نے قیاس چلایا کہ چور کی طرح غاصب کا بھی ہاتھ کاٹنا چاہیے، کیوں کہ دونوں میں علتِ مشترکہ غیر کا مال بدوں رضا مندی لینا ہے تو یہ بات بایں وجہ صحیح نہیں ہے کہ مقیس علیہ یعنی چوری میں علت فقط غیر کا مال لینا نہیں ہے، بلکہ خفیہ طور پر لینا ہے اور یہ بات غصب میں نہیں پائی جاتی، اس لیے غصب میں ہاتھ کاٹنے کا حکم ثابت نہ ہوگا، دوسری سزا جو مناسب ہوگی دی جائے گی۔

[2] یعنی ''ہر انسان جان دار ہے'' صغریٰ ہے اس میں ''انسان'' اصغر ہے، کیوں کہ وہ نتیجہ کا موضوع ہے، اس کے لیے حد اوسط ''جان دار'' کو ثابت کیا گیا ہے اور ''ہر جان دار جسم دار ہے'' کبریٰ ہے، اس میں ''جسم والا ہونا'' اکبر ہے، کیوں کہ وہ نتیجہ کا محمول ہے، اس کو حدّ اوسط کے لیے ثابت کیا گیا ہے۔ پس جسم دار ہونا جان دار ہونے کے توسط سے انسان کے لیے بھی ثابت ہوگا اور نتیجہ نکلے گا کہ ''ہر انسان جسم والا ہے''۔

دلیلِ لمی: وہ قیاس ہے جس میں حدّ اوسط جس طرح نتیجہ کے علم کی علت ہے،[1] حقیقت میں بھی علت ہو۔ جیسے: ''زمین دھوپ والی ہے'' (صغریٰ) اور ''ہر دھوپ والی چیز روشن ہوتی ہے'' (کبریٰ) پس ''زمین روشن ہے'' (نتیجہ)۔ اس قیاس میں حدِّ اوسط ''دھوپ والی'' ہے۔ اسی کے توسط سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ''زمین روشن ہے'' اسی طرح حقیقت میں بھی دھوپ والی ہونا روشن ہونے کی علت ہے۔

دلیلِ انی:[2] وہ قیاس ہے جس میں حدّ اوسط صرف نتیجہ کے علم کی علت ہو، حقیقت میں علت نہ ہو، بلکہ واقع[3] میں معاملہ الٹا ہو۔ جیسے: یہ کہنا کہ ''زمین روشن ہے'' (صغریٰ) اور ''ہر روشن چیز دھوپ والی ہے'' (کبریٰ) پس ''زمین دھوپ والی ہے'' (نتیجہ) اس قیاس میں حد اوسط ''روشن ہونا'' ہے اس کے ذریعہ ہمیں یہ بات معلوم ہوئی کہ زمین دھوپ والی ہے، مگر حقیقت میں دھوپ والی ہونے کی علت روشنی نہیں ہے، روشنی تو بجلی کی بھی ہوسکتی ہے، بلکہ معاملہ الٹا ہے، کیوں کہ دھوپ کی وجہ سے روشنی ہوتی ہے روشنی کی وجہ سے دھوپ نہیں ہوتی۔[4]

---

[1] یایوں کہو کہ اصغر کے لیے اکبر کے ثبوت کی علت ہے۔

[2] دلیلِ لمی سے کسی بات کو ثابت کرنا تعلیل کہلاتا ہے اور دلیلِ انی سے ثابت کرنا استدلال کہلاتا ہے۔

[3] حقیقت اور واقع ایک ہی چیز ہیں۔

[4] آسان طریقہ سے یوں سمجھنا چاہیے کہ کسی حکم کو اس کی علتِ واقعیہ سے ثابت کرنا دلیلِ لمی ہے اور کسی علامت سے ثابت کرنا دلیلِ انی ہے۔ جیسے: آگ علت ہے دھویں کی اور دھواں علامت ہے آگ کی۔ پس اگر کسی نے بھٹی میں آگ جلتی دیکھی جس کا دھواں چمنی کے ذریعہ اوپر نکل رہا ہے اور اس نے وہ دھواں نہیں دیکھا اور کہا کہ آگ موجود ہے اور جب آگ موجود ہوگی تو دھواں بھی موجود ہوگا، پس دھواں موجود ہے۔ تو یہ دلیلِ لمی ہے اور اگر کسی نے صرف چمنی سے دھواں نکلتے دیکھا اور آگ نہیں دیکھی اور کہا کہ دھواں موجود ہے اور جب دھواں موجود ہوگا تو آگ بھی موجود ہوگی، پس آگ موجود ہے۔ تو یہ دلیلِ انی ہے۔ (حضرت تھانوی قدس سرہٗ)۔

چالیسواں سبق

تمرین

۱۔ حجّت کی کتنی قسمیں ہیں؟
۲۔ قیاس کی تعریف اور مثال بیان کرو؟
۳۔ اصغر کس کو کہتے ہیں؟
۴۔ اکبر کس کو کہتے ہیں؟
۵۔ مقدمۂ قیاس کس کو کہتے ہیں؟
۶۔ صغریٰ کس کو کہتے ہیں؟
۷۔ کبریٰ کس کو کہتے ہیں؟
۸۔ حدِّ اوسط کس کو کہتے ہیں؟
۹۔ نتیجہ نکالنے کا کیا طریقہ ہے؟
۱۰۔ شکل کی تعریف کرو۔
۱۱۔ شکلِ اول کی تعریف مع مثال بیان کرو۔
۱۲۔ شکلِ دوم کی تعریف مع مثال بیان کرو۔
۱۳۔ شکلِ سوم کی تعریف مع مثال بیان کرو۔
۱۴۔ شکلِ چہارم کی تعریف مع مثال بیان کرو۔
۱۵۔ قیاس کی کتنی قسمیں ہیں؟
۱۶۔ قیاسِ استثنائی کی تعریف اور مثال بیان کرو۔
۱۷۔ قیاسِ استثنائی بنانے کا کیا طریقہ ہے؟
۱۸۔ قیاسِ استثنائی کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟
۱۹۔ قیاس اقترانی کی تعریف اور مثال بیان کرو۔
۲۰۔ قیاسِ اقترانی کی وجہ تسمیہ بیان کرو۔
۲۱۔ استقرا کے لغوی معنی کیا ہیں؟
۲۲۔ استقرا کی تعریف مع مثال بیان کرو۔
۲۳۔ استقرا کا حکم کیا ہے؟
۲۴۔ تمثیل کے لغوی معنی کیا ہیں؟
۲۵۔ تمثیل کی تعریف اور مثال بیان کرو؟
۲۶۔ تمثیل میں کتنی چیزیں ہوتی ہیں؟
۲۷۔ اصل کس کو کہتے ہیں؟
۲۸۔ فرع کس کو کہتے ہیں؟
۲۹۔ علت کس کو کہتے ہیں؟
۳۰۔ حکم کس کو کہتے ہیں؟
۳۱۔ تمثیل کا حکم کیا ہے؟
۳۲۔ قیاس میں نتیجہ کا علم کیسے ہوتا ہے؟
۳۳۔ دلیلِ لمی کی تعریف مع مثال بیان کرو۔
۳۴۔ دلیلِ انی کی تعریف مع مثال بیان کرو۔

اکتالیسواں سبق

مادۂ قیاس کا بیان

ہر قیاس کی ایک صورت ہوتی ہے اور ایک مادہ۔

صورتِ قیاس: قیاس کی وہ ہیئت ہے جو ترتیبِ مقدمات اور حدّ اوسط کے ملانے سے حاصل ہوتی ہے۔ اس کو شکل بھی کہتے ہیں۔ سبق نمبر ۳۵ میں اس کی تفصیل آ چکی ہے۔

مادۂ قیاس: مقدّماتِ قیاس کے مضامین ومعانی ہیں، جو کبھی یقینی ہوتے ہیں اور کبھی ظنی وغیرہ۔[1]

قیاس کی مادہ کے اعتبار سے پانچ قسمیں ہیں: قیاسِ برہانی، قیاسِ جدلی قیاسِ خطابی، قیاسِ شعری اور قیاسِ سفسطی اور ان کو صناعاتِ خمسہ بھی کہتے ہیں۔

۱۔ قیاسِ برہانی وہ قیاس ہے جو مقدماتِ[2] یقینیہ سے بنے، خواہ وہ مقدمات بدیہی ہوں یا نظری۔ جیسے: ''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں'' (صغریٰ) اور ''اللہ کا ہر رسول واجب الاطاعت ہے'' (کبریٰ) پس ''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجب الاطاعت ہیں'' (نتیجہ)۔

۲۔ قیاسِ جدلی وہ قیاس ہے جو مقدماتِ مشہورہ سے یا کسی فریق کے مانے ہوئے مقدمات سے بنے، خواہ وہ مقدمات صحیح ہوں یا غلط۔ جیسے: ہندوؤں کا یہ کہنا کہ ''جانور ذبح کرنا برا ہے'' (صغریٰ) اور ''ہر برا کام واجب الترک ہے'' (کبریٰ) پس ''جانور کا ذبح کرنا واجب الترک ہے'' (نتیجہ)۔ (باقی اقسام آیندہ سبق میں آئیں گی۔)

---

[1] ذہن میں اگر کسی بات کا واقع کے موافق ہونا نہ ہونا برابر ہو تو یہ شک ہے، اور اگر ایک زیادہ اور ایک کم ہو تو غالب پہلو ظن اور مغلوب پہلو وہم ہے، اور اگر ایک ہی پہلو ذہن میں ہو دوسرے پہلو کا خیال بھی نہ ہو تو وہ یقین ہے۔ چوں کہ قیاس کے مقدمات تصدیق ہوتے ہیں اور شک اور وہم تصدیق نہیں ہیں، اس لیے یہاں شکی اور وہمی مقدمات کو بیان نہیں کیا جاتا۔

[2] مقدماتِ یقینیہ کا بیان آگے سبق نمبر ۴۳ میں آ رہا ہے۔

بیالیسواں سبق

قیاس کے باقی اقسام

۳۔ قیاسِ خطابی وہ قیاس ہے جو ایسے مقدمات سے بنے جن کے بارے میں غالب گمان صحیح ہونے کا ہو۔ جیسے: ''کھیتی نفع بخش چیز ہے'' (صغریٰ) اور ''ہر نفع بخش چیز اختیار کرنے کے قابل ہے'' (کبریٰ) پس ''کھیتی کرنا اختیار کرنے کے قابل ہے'' (نتیجہ)۔

۴۔ قیاسِ شعری وہ قیاس ہے جو ایسے مقدمات سے بنے جو محض[1] خیالی ہوں خواہ واقع میں سچے ہوں یا جھوٹے۔ جیسے: زید چاند ہے (صغریٰ) اور ہر چاند روشن ہے (کبریٰ) پس زید روشن ہے (نتیجہ)

۵۔ قیاسِ سفسطی وہ قیاس ہے جو وہمی اور جھوٹے مقدمات سے بنے۔ جیسے: ''ہر موجود چیز اشارہ کے قابل ہے'' (صغریٰ) اور ''جو اشارہ کے قابل ہے جسم والا ہے'' (کبریٰ) پس ''ہر موجود جسم والا ہے''[2] (نتیجہ)۔

یا گھوڑے کی تصویر کے بارے میں کہیں کہ ''یہ گھوڑا ہے'' (صغریٰ) اور ''ہر گھوڑا ہنہنانے والا ہے'' (کبریٰ) پس ''یہ ہنہنانے والا ہے'' (نتیجہ)۔

فائدہ: صناعاتِ خمسہ میں سے معتبر صرف برہان ہے، وہی مفیدِ یقین ہے، باقی کوئی مفیدِ ظن ہے اور کوئی کچھ بھی نہیں۔

تینتالیسواں سبق

یقینی مقدمات کی چھ قسمیں ہیں: اولیات، فطریات، حدسیات، مشاہدات، تجربیات اور

---

[1] یعنی جن کا منشا خیالِ محض ہو۔

[2] اس قیاس کا صغریٰ باطل ہے، کیوں کہ ہوا موجود ہے مگر وہ اشارۂ حسیہ کے قابل نہیں ہے۔

متواترات۔

۱۔ اوّلیات وہ قضایا ہیں کہ صرف موضوع ومحمول کے ذہن میں آنے سے عقل ان کو تسلیم کرلے، دلیل کی بالکل ضرورت نہ ہو۔ جیسے: کل جز سے بڑا ہوتا ہے۔

۲۔ فطریات وہ قضایا ہیں کہ جب وہ ذہن میں آئیں تو ان کی دلیل ذہن سے غائب نہ ہو۔ جیسے: چار جفت ہے اور تین طاق ہے۔[1]

۳۔ حدسیات وہ قضایا ہیں جن کی طرف ذہن ایک دم پہنچ جائے،[2] صغریٰ کبریٰ ترتیب دینے کی ضرورت نہ پڑے۔ جیسے: فن نحو کے ماہر سے پوچھا جائے کہ **مساجدُ** کیا ہے؟ تو وہ فوراً کہے گا کہ غیر منصرف ہے، جمع منتہی الجموع کا وزن ہے۔

۴۔ مشاہدات وہ قضایا ہیں جو حواسِ خمسہَ ظاہرہ[3] یا حواسِ خمسہَ باطنہ سے جانے گئے ہوں۔ جیسے: سورج روشن ہے، یہ آنکھ کے ذریعہ معلوم کیا گیا ہے۔ اور ہمیں بھوک پیاس لگتی ہے، یہ حواسِ باطنی کے ذریعہ حکم کیا گیا ہے۔

۵۔ تجربیات وہ قضایا ہیں جو بار بار کے تجربہ سے معلوم ہوئے ہوں۔ جیسے: گل بنفشہ[4] زکام کے لیے نافع ہے۔ یہ بات بار بار کے تجربے سے معلوم ہوئی ہے۔

---

[1] اس قضیہ میں چار کے جفت ہونے کی دلیل بھی ساتھ ہی ذہن میں آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کے دو برابر حصّے ہوتے ہیں، اسی طرح تین کے طاق ہونے کی دلیل بھی ساتھ ہی ذہن میں آتی ہے۔

[2] حدسیات میں بھی ذہن اولاً دلیل کی طرف حرکت کرتا ہے پھر مطلوب کی طرف، مگر یہ حرکت یک دم ہو جاتی ہے اور فکریات میں یہ دونوں حرکتیں آہستہ آہستہ ہوتی ہیں۔ بس یہی دونوں میں فرق ہے۔

[3] جو چیزیں حواسِ ظاہرہ سے جانی جاتی ہیں وہ حسّیات کہلاتی ہیں اور جو چیزیں حواسِ باطنہ سے جانی جاتی ہیں وہ وجدانیات کہلاتی ہیں۔ حواسِ خمسہ ظاہرہ یہ ہیں: ۱۔ سَمع ۔۲۔ بصر ۔۳۔ ذائقہ ۔۴۔ شامّہ ۔۵۔ لامسہ۔ اور حواسِ خمسہ باطنہ یہ ہیں: ۱۔ حس مشترک ۔۲۔ خیال ۔۳۔ متصرفہ ۔۴۔ وہم ۔۵۔ حافظہ۔

[4] گل بنفشہ: بنفشہ کے پھول۔ بنفشہ ایک خودرو بوٹی ہے جو برفانی پہاڑوں پر یا لبِ دریا پیدا ہوتی ہے اور نزلہ زکام وغیرہ میں استعمال کی جاتی ہے۔

۶۔ متواترات وہ قضایا ہیں جو لوگوں کی اتنی بڑی تعداد کے ذریعہ معلوم ہوئے ہوں جن کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا عقل باور نہ کرے۔ جیسے: قرآن پاک اللہ کا کلام ہے اور حضرت محمد مصطفی ﷺ آخری نبی ہیں۔ یہ باتیں ہم کو ایسی خبروں سے معلوم ہوئی ہیں کہ ہم ان کو جھوٹ نہیں کہہ سکتے ہیں۔

چوالیسواں سبق

تمرینی

۱۔ صورتِ قیاس کس کو کہتے ہیں؟
۲۔ مادۂ قیاس کس کو کہتے ہیں؟
۳۔ مادہ کے اعتبار سے قیاس کی کتنی قسمیں ہیں؟
۴۔ قیاسِ برہانی کی تعریف مع مثال بیان کرو۔
۵۔ قیاسِ جدلی کی تعریف مع مثال بیان کرو۔
۶۔ قیاسِ خطابی کی تعریف مع مثال بیان کرو۔
۷۔ قیاسِ شعری کی تعریف مع مثال بیان کرو۔
۸۔ قیاسِ سفسطی کی تعریف مع مثال بیان کرو۔
۹۔ صناعاتِ خمسہ کیا ہیں؟
۱۰۔ صناعاتِ خمسہ میں سے معتبر کون ہے؟
۱۱۔ مقدماتِ یقینیہ کتنے ہیں؟
۱۲۔ اولیات کی تعریف مع مثال بیان کرو۔
۱۳۔ فطریات کی تعریف مع مثال بیان کرو۔
۱۴۔ حدسیّات کی تعریف مع مثال بیان کرو۔
۱۵۔ مشاہدات کی تعریف مع مثال بیان کرو۔
۱۶۔ تجربیات کی تعریف مع مثال بیان کرو۔
۱۷۔ متواترات کی تعریف مع مثال بیان کرو۔

پینتالیسواں سبق

تمرینی

تصدیقات تمام ہوئے اور اس کے ساتھ کتاب پوری ہوئی۔

ذیل میں تصدیقات کی تمام اصطلاحیں یکجا لکھی جاتی ہیں ان کو خوب یاد کر لو، اور آپس میں ایک دوسرے سے سوالات کرو اور استاذ صاحب بھی سوالات کریں۔

قضیہ۔ موجبہ۔ سالبہ۔ حملیہ۔ شرطیہ۔
موضوع۔ محمول۔ رابطہ۔ مقدم۔ تالی۔
مخصوصہ (شخصیہ) طبعیہ۔ محصورہ (مسورہ) مہملہ۔ محصوراتِ اربعہ۔
موجبہ کلیہ۔ موجبہ جزئیہ۔ سالبہ کلیہ۔ سالبہ جزئیہ۔
متصلہ۔ منفصلہ۔ متصلہ لزومیہ۔ متصلہ اتفاقیہ۔
منفصلہ عنادیہ۔ منفصلہ اتفاقیہ، حقیقیہ۔ مانعۃ الجمع۔ مانعۃ الخلو۔
تناقض۔ نقیض۔ نقیضین۔ وحداتِ ثمانیہ۔
وحدتِ موضوع۔ وحدتِ محمول۔ وحدتِ مکان۔ وحدتِ شرط۔
وحدتِ اضافت۔ وحدتِ جزوکل۔ وحدتِ قوت وفعل۔ وحدتِ زمان۔
عکسِ مستوی۔ قیاس۔ اصغر۔ اکبر۔
مقدمۂ قیاس۔ صغریٰ، کبریٰ، حدّ اوسط۔ شکل۔ اشکالِ اربعہ۔
قیاس استثنائی۔ قیاسِ اقترانی۔ استقرا۔ تمثیل۔
اصل۔ فرع۔ علت۔ حکم۔ دلیلِ لمی۔
دلیل انی۔ صورتِ قیاس۔ مادۂ قیاس۔ قیاسِ برہانی۔ قیاسِ جدلی۔
قیاسِ خطابی۔ قیاسِ شعری۔ قیاسِ سفسطی۔ صناعاتِ خمسہ۔ مقدماتِ یقینیہ۔
اولیات۔ فطریات۔ حدسیات۔ مشاہدات۔ تجربیات۔
متواترات۔

ضمیمہ

کتاب میں جو تمرینات ہیں، کسی مصلحت سے ان کا حل یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

سبق نمبر ①

۱۔زید کا گھوڑا جواب: تصور (مرکبِ اضافی ہے) ۲۔عمرو کی بیٹی جواب: تصور (مرکبِ اضافی ہے)
۳۔زید کا غلام جواب: تصور (مرکبِ اضافی ہے) ۴۔ٹوپی جواب: تصور (مفرد کلمہ ہے)
۵۔اچھی ٹوپی جواب: تصوّر (مرکبِ توصیفی ہے)
۶۔بکر خالد کا بیٹا ہوگا جواب: تصور (ہوگا کہنے سے شک ظاہر ہو رہا ہے اور شک تصدیق نہیں ہے)
۷۔ٹھنڈا پانی جواب: تصور (مرکب توصیفی ہے)
۸۔حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ جواب: تصدیق (جملہ تامہ خبریہ یقینیہ ہے)
۹۔جنّت جواب: تصور (مفرد کلمہ ہے) ۱۰۔دوزخ جواب: تصور (مفرد کلمہ ہے)
۱۱۔جنّت کی نعمتیں جواب: تصور (مرکبِ اضافی ہے)
۱۲۔دوزخ کا عذاب جواب: تصور (مرکب اضافی ہے)
۱۳۔جنّت برحق ہے۔ جواب: تصدیق (جملہ تامہ خبریہ یقینیہ ہے)
۱۴۔قبر کا عذاب حق ہے۔ جواب: تصدیق (جملہ تامہ خبریہ یقینیہ ہے)
۱۵۔دہلی جواب: تصوّر (مفرد کلمہ ہے) ۱۶۔مکّہ معظّمہ جواب: تصور (مرکبِ توصیفی ہے)

سبق نمبر ②

۱۔پل صراط جواب: تصورِ نظری (دوزخ کے اوپر جنّت میں جانے کے لیے پل)
۲۔جنّت جواب: تصورِ نظری (آخرت میں نیک لوگوں کا ٹھکانا)
۳۔دوزخ جواب: تصورِ نظری (آخرت میں برے لوگوں کا ٹھکانا)

۴۔ قبر کا عذاب جواب: تصورِ نظری (عالم برزخ میں برے لوگوں کو ہونے والی سزا)

۵۔ چاند جواب: تصورِ بدیہی ۶۔ سورج جواب: تصورِ بدیہی

۷۔ آسمان جواب: تصورِ بدیہی ۸۔ زمین جواب: تصورِ بدیہی

۹۔ دوزخ موجود ہے۔ جواب: تصدیق نظری (کیوں کہ دلیل قائم کرنے کی ضرورت ہوگی)

۱۰۔ میزانِ عمل جواب: تصورِ نظری (اعمال کا تلنا آسانی سے سمجھ میں نہیں آسکتا)

۱۱۔ جنّت کی نعمتیں جواب: تصورِ نظری (کیوں کہ جب جنّت ہی تصور نظری ہے تو اس کی نعمتیں بدرجہ اولی نظری ہوں گی)

۱۲۔ عمرو کا بیٹا کھڑا ہے۔ جواب: تصدیقِ بدیہی

۱۳۔ حوضِ کوثر جواب: تصورِ نظری (میدانِ قیامت کا وہ حوض جو جنّت کی نہر کوثر سے بھرا جائے گا جس سے نیک اہلِ حشر پییں گے)

۱۴۔ کوثر جنّت کی نہر[1] ہے۔ جواب: تصدیقِ نظری

۱۵۔ آفتاب روشن ہے جواب: تصدیقِ بدیہی

۱۶۔ بغداد جواب: جو جانتا ہے اس کے لیے تصور بدیہی اور جو نہیں جانتا اس کے لیے تصور نظری

۱۷۔ امریکہ جواب: تصور بدیہی یا نظری

۱۸۔ معبودِ برحق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ جواب: مسلمان کے لیے تصدیقِ بدیہی اور کافر کے لیے تصدیقِ نظری۔

سبق نمبر ⑥

۱۔ سر کا ہلانا۔ ہاں یا نہیں جواب: دلالتِ غیر لفظیہ وضعیّہ

۲۔ سرخ جھنڈی۔ ریل کا ٹھہرنا جواب: دلالتِ غیر لفظیہ وضعیّہ

۳۔ دھوپ۔ آفتاب جواب: دلالتِ غیر لفظیہ عقلیہ

[1] کوثر جنّت کی ایک نہر کا نام ہے جو ہمارے نبی صاحب ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔

۴۔ اوہ اوہ۔ رنج وصدمہ جواب: دلالتِ لفظیہ طبعیہ۔

۵۔ قلم کا مدلول لکھنے کا آلہ اور دلالتِ لفظیہ وضعیہ۔

۶۔ تختی کا مدلول لکڑی کا چھوٹا تختہ جس پر بچے لکھتے ہیں اور دلالتِ لفظیہ وضعیہ۔

۷۔ مدرسہ کا مدلول تعلیم گاہ اور دلالتِ لفظیہ وضعیّہ۔

۸۔ زید کا مدلول وہ شخص ہے جس کا نام زید ہے اور دلالتِ لفظیہ وضعیّہ۔

۹۔ انسان کا مدلول ہم لوگ ہیں، یعنی اللہ کی وہ مخلوق جس کی تعریف حیوانِ ناطق ہے اور دلالتِ لفظیہ وضعیّہ۔

سبق نمبر ⑦

۱۔ نابینا۔ آنکھ جواب: دلالتِ التزامی
۲۔ لنگڑا۔ ٹانگ جواب: دلالتِ التزامی
۳۔ درخت۔ شاخیں جواب: دلالتِ تضمنی
۴۔ نکٹا۔ ناک جواب: دلالتِ التزامی
۵۔ ہدایہ۔ کتاب الصوم جواب: دلالتِ تضمّنی
۶۔ حاتم طائی۔ سخاوت جواب: دلالتِ التزامی

سبق نمبر ⑨

۱۔ احمد (مفرد)
۲۔ مظفّرنگر (مفرد)
۳۔ اسلام آباد (مفرد، پاکستان میں ایک شہر کا نام)
۴۔ عبدالرحمٰن (مفرد، جب کہ نام ہو)
۵۔ ظہر کی نماز (مرکب)
۶۔ رمضان کا روزہ (مرکب)

۷۔ ماہِ رمضان (مفرد اور لفظ ماہ نام کا جز ہے)

۸۔ جامع مسجد دہلی (مفرد، کیوں کہ تینوں لفظ مل کر نام ہیں)

۹۔ جامع مسجد دہلی خدا کا گھر ہے۔ (مرکب)

سبق نمبر ⑩

۱۔ گھوڑا (کلی)
۲۔ بکری (کلی)
۳۔ میری بکری (جزئی)

۴۔ زید کا غلام (جزئی) ۵۔ سورج (کلی) ۶۔ یہ سورج (جزئی)
۷۔ آسمان (کلی) ۸۔ یہ آسمان (جزئی)
۹۔ سفید چادر (کلی، کیوں کہ ہر سفید چادر پر اطلاق درست ہے) ۱۰۔ سیہ کرتہ (کلی)
۱۱۔ ستارہ (کلی) ۱۲۔ دیوار (کلی) ۱۳۔ یہ مسجد (جزئی)
۱۴۔ یہ پانی (جزئی) ۱۵۔ میرا قلم (جزئی)

سبق نمبر (۱۱)

۱۔ جسم نامی۔ درخت انار میں اول دوم کے لیے کلی ذاتی ہے۔
۲۔ سرخ۔ انار میں اول دوم کے لیے کلی عرضی ہے۔
۳۔ حیوان۔ فرس میں اول دوم کے لیے کلی ذاتی ہے۔
۴۔ قوی۔ گھوڑا میں اول دوم کے لیے کلی عرضی ہے۔
۵۔ کشادہ۔ مسجد میں اول دوم کے لیے کلی عرضی ہے۔
۶۔ جسم۔ پتھر میں اول دوم کے لیے کلی ذاتی ہے۔
۷۔ سخت۔ پتھر میں اول دوم کے لیے کلی عرضی ہے۔
۸۔ لوہا۔ چاقو میں اول دوم کے لیے کلی ذاتی ہے۔ کیوں کہ چاقو کے دو اجزا ہیں، لوہا اور لکڑی۔
۹۔ تیز۔ چاقو میں اول دوم کے لیے کلی عرضی ہے۔
۱۰۔ تیز۔ تلوار میں اول دوم کے لیے کلی عرضی ہے۔

سبق نمبر (۱۲)

۱۔ حیوان جنس ہے فرس کے لیے۔
۲۔ جسم نامی جنس ہے درختِ انار کے لیے، کیوں کہ جب اس کے ساتھ فصل ملے گی تب انار کا درخت دوسرے اجسامِ نامیہ سے ممتاز ہوگا۔

۳۔ حساس فصل ہے حیوان کے لیے، کیوں کہ حساسیت قدیم نظریہ کے اعتبار سے صرف حیوانات میں پائی جاتی ہے۔

۴۔ صاہل فصل ہے فرس کے لیے۔ ۵۔ جسمِ مطلق جنس ہے فرس کے لیے۔

۷۔ ناہق فصل ہے حمار کے لیے۔ ۸۔ ممیانا فصل ہے بکری کے لیے۔

سبق نمبر (۱۳)

۱۔ کاتب خاصہ ہے انسان کا۔ ۲۔ قائم عرضِ عام ہے انسان کا۔

۳۔ ماشی (چلنے والا) عرضِ عام ہے، غنم (بکری) کا۔

۴۔ ہندی عرضِ عام ہے انسان کا، کیوں کہ ہندی ہونا انسان کی حقیقت سے خارج ہے اور ہندوستان کی ہر چیز ہندی ہے۔

سبق نمبر (۱۴)

۱۔ جواب: حیوان ۲۔ جواب: حیوان ۳۔ جواب: جسم مطلق

۴۔ جواب: جسمِ مطلق ۵۔ جواب: جسمِ مطلق ۶۔ جواب: حیوان

۷۔ جواب: حیوانِ ناطق ۸۔ جواب: حیوانِ صاہل

۹۔ جواب: حیوانِ ناہق (رینگنے والا) ۱۰۔ جواب: جسمِ مطلق ۱۱۔ جواب: جوہر۔

سبق نمبر (۱۵)

ناطق: انسان کی فصلِ قریب ہے۔ جسم: انسان کی جنسِ بعید بھی ہے اور فصلِ بعید بھی۔

جسمِ نامی: انسان کی جنسِ بعید بھی اور فصلِ بعید بھی۔ ناہق: گدھے کی فصلِ قریب ہے۔

صاہل: گھوڑے کی فصلِ قریب ہے۔ حساس: انسان کی فصل بعید ہے۔

نامی: انسان اور دیگر حیوانات کے لیے جنسِ بعید بھی ہے اور فصلِ بعید بھی ہے۔

سبق نمبر (۱۸)

۱۔ حیوان اور فرس میں عموم وخصوص مطلق ہے، اول عام مطلق اور ثانی خاص مطلق ہے۔

۲۔ انسان اور حجر میں تباین ہے۔

۳۔ جسم اور حمار میں عموم وخصوص مطلق ہے، اول عام مطلق اور ثانی خاص مطلق ہے۔

۴۔ حیوان اور اسود میں عموم وخصوص من وجہٍ ہے، مادّۂ اجتماعی کالی بھینس ہے اور مادۂ افتراقی سفید بیل اور سیاہ ٹوپی ہیں۔

۵۔ جسمِ نامی اور کھجور کے درخت میں عموم وخصوص مطلق ہے، اول عام مطلق اور ثانی خاص مطلق ہے۔

۶۔ حجر اور جسم میں عموم وخصوص مطلق ہے۔ ۷۔ انسان اور غنم میں تباین ہے۔

۸۔ رومی اور انسان میں عموم وخصوص مطلق ہے، اول خاص مطلق اور ثانی عام مطلق ہے۔

۹۔ غنم اور حمار میں تباین ہے۔ ۱۰۔ فرس اور صاہل میں تساوی ہے۔

۱۱۔ حساس اور حیوان میں تساوی ہے۔

سبق نمبر (۱۹)

۱۔ جوہرِ ناطق حدّ ناقص ہے انسان کی، کیوں کہ جنس بعید اور فصل قریب سے مرکب ہے۔

۲۔ جسمِ نامی ناطق حد ناقص ہے انسان کی۔

۳۔ جسمِ حساس حد ناقص ہے حیوان کی، کیوں کہ جسم حیوان کی جنسِ بعید ہے اور حساس فصلِ قریب ہے۔

۴۔ جسمِ متحرک بالارادہ حدّ ناقص ہے حیوان کی، کیوں کہ جنس بعید اور فصلِ قریب سے مرکب ہے۔

۵۔ حیوانِ صاہل حدّ تام ہے فرس کی۔ ۶۔ حیوانِ ناہق حدّ تام ہے حمار کی۔

۷۔ جسمِ ناہق حدّ ناقص ہے حمار کی۔

۸۔ حساس حدِّ ناقص ہے حیوان کی، کیوں کہ یہ تعریف صرف فصل قریب سے ہے۔

۹۔ ناطق حدّ ناقص ہے انسان کی۔

۱۰۔الکلمة إلخ حدِ تام ہے کلمہ کی، کیوں کہ اس میں لفظٌ جنسِ قریب ہے اور وُضعَ إلخ فصل قریب ہے۔
۱۱۔الفعل إلخ حدِ تام ہے فعل کی، کیوں کہ کلمةٌ جنسِ قریب ہے اور دَلّت إلخ فصلِ قریب ہے۔

سبق نمبر (۲۴)

۱۔عمرو مسجد میں ہے، قضیہ شخصیہ ہے۔ ۲۔حیوان جنس ہے، قضیہ طبعیہ ہے۔
۳۔ ہر گھوڑا ہنہناتا ہے، محصورہ موجبہ کلیہ ہے۔
۴۔کوئی گدھا بے جان نہیں ہے، محصورہ سالبہ کلیہ ہے۔
۵۔بعض انسان لکھنے والے ہیں، محصورہ موجبہ جزئیہ ہے۔
۶۔بعض انسان اَن پڑھ ہیں، محصورہ موجبہ جزئیہ ہے۔
۷۔ ہر گھوڑا جسم والا ہے، محصورہ موجبہ کلیہ ہے۔ ۸۔کوئی پتھر انسان نہیں، محصورہ سالبہ کلیہ ہے۔
۹۔ ہر جان دار مرنے والا ہے، محصورہ موجبہ کلیہ ہے۔ ۱۰۔ ہر متکبّر ذلیل ہے، محصورہ موجبہ کلیہ ہے۔
۱۱۔ ہر متواضع معزز ہے، محصورہ موجبہ کلیہ ہے۔ ۱۲۔ ہر حریص خوار ہے، محصورہ موجبہ کلیہ ہے۔

سبق نمبر (۲۵)

۱۔اگر یہ شے گھوڑا ہے تو جسم ضرور ہے، شرطیہ موجبہ متصلہ لزومیہ ہے۔
۲۔اگر گھوڑا ہنہنانے والا ہے تو انسان جسم والا ہے، شرطیہ موجبہ متصلہ اتفاقیہ ہے۔
۳۔ یہ بات نہیں ہے کہ اگر رات ہوگی تو سورج نکلا ہوا ہو، شرطیہ سالبہ متصلہ لزومیہ ہے، کیوں کہ رات کے پائے جانے پر سورج نکلنے کی نفی لازمی ہے۔
۴۔اگر سورج نکلے گا تو زمین روشن ہوگی، شرطیہ موجبہ متصلہ لزومیہ ہے۔
۵۔اگر وضو کرو گے تو نماز صحیح ہوگی، شرطیہ موجبہ متصلہ لزومیہ ہے۔
۶۔اگر ایمان کے ساتھ اعمالِ صالحہ کرو گے تو جنّت میں جاؤ گے، شرطیہ موجبہ متصلہ لزومیہ ہے۔

سبق نمبر (٢٦)

١۔ یہ شے گھوڑا ہے یا گدھا، شرطیہ موجبہ منفصلہ عنادیہ اور مانعۃ الجمع ہے۔

٢۔ یہ چیز یا تو جان دار ہے یا سپید ہے، شرطیہ موجبہ منفصلہ اتفاقیہ ہے۔

٣۔ زید عالم ہے یا جاہل ہے، شرطیہ موجبہ منفصلہ عنادیہ اور حقیقیہ ہے۔

٤۔ عمر بولتا ہے یا گونگا ہے، شرطیہ موجبہ منفصلہ عنادیہ اور حقیقیہ ہے۔

٥۔ بکر شاعر ہے یا کاتب، شرطیہ موجبہ منفصلہ اتفاقیہ ہے۔

٦۔ زید گھر میں ہے یا مسجد میں، شرطیہ موجبہ منفصلہ عنادیہ اور حقیقیہ ہے۔

٧۔ خالد بیمار ہے یا تندرست ہے، شرطیہ موجبہ منفصلہ عنادیہ اور حقیقیہ ہے۔

٨۔ زید کھڑا ہے یا بیٹھا ہے، شرطیہ موجبہ منفصلہ عنادیہ اور مانعۃ الجمع ہے۔

٩۔ آدمی نیک بخت ہے یا بد بخت ہے، شرطیہ موجبہ منفصلہ عنادیہ اور حقیقیہ ہے۔

سبق نمبر (٣١)

١۔ ہر گھوڑا جان دار ہے، اس کی نقیض ہے بعض گھوڑے جان دار نہیں ہیں۔

٢۔ بعض جان داروں میں سے بکری ہے، اس کی نقیض ہے کوئی جانور بکری نہیں ہے۔

٣۔ کوئی انسان درخت نہیں ہے، اس کی نقیض ہے بعض انسان درخت ہیں۔

٤۔ عمرو مسجد میں ہے اور عمرو گھر میں نہیں ہے، ان میں تناقض نہیں، کیوں کہ وحدتِ مکان کی شرط مفقود ہے۔

٥۔ بکر زید کا بیٹا ہے اور بکر عمرو کا بیٹا نہیں ہے، ان میں تناقض نہیں، کیوں کہ وحدتِ اضافت کی شرط مفقود ہے۔

٦۔ فرنگی گورا ہے اور فرنگی گورا نہیں ہے، ان میں تناقض نہیں، کیوں کہ وحدتِ کل وجز کی شرط مفقود ہے۔ پہلے قضیہ میں کھال مراد ہے اور دوسرے میں بال۔

٧۔ ہر انسان جسم ہے، اس کی نقیض ہے بعض انسان جسم نہیں۔

کوئی سپید جان دار نہیں۔
٨۔ بعض سپید جان دار ہیں، اس کی نقیض ہے کوئی سپید جان دار نہیں۔
٩۔ بعض جان دار گدھا نہیں ہے، اس کی نقیض ہے ہر جان دار گدھا ہے۔
١٠۔ بعض انسان لکھنے والے ہیں، اس کی نقیض ہے کوئی انسان لکھنے والا نہیں ہے۔
١١۔ بعض بکریاں کالی نہیں، اس کی نقیض ہے ہر بکری کالی ہے۔
١٢۔ زید رات کو سوتا ہے اور زید دن کو نہیں سوتا ہے، ان میں تناقض نہیں، کیوں کہ وحدتِ زمان کی شرط مفقود ہے۔

سبق نمبر (٣٤)

١۔ ہر انسان جسم والا ہے، اس کا عکسِ مستوی ہے بعض جسم والے انسان ہیں۔
٢۔ کوئی گدھا بے جان نہیں ہے، اس کا عکس ہے کوئی بے جان گدھا نہیں ہے۔
٣۔ کوئی گھوڑا عاقل نہیں ہے، اس کا عکس ہے کوئی عاقل گھوڑا نہیں ہے۔
٤۔ ہر حریص ذلیل ہے، اس کا عکس ہے بعض ذلیل حریص ہیں۔
٥۔ ہر قناعت کرنے والا پیارا ہے، اس کا عکس ہے بعض پیارے قناعت کرنے والے ہیں۔
٦۔ ہر نمازی سجدہ کرنے والا ہے، اس کا عکس ہے بعض سجدہ کرنے والے نمازی ہیں۔
٧۔ ہر مسلمان خدا کو ایک جاننے والا ہے، اس کا عکس ہے بعض خدا کو ایک جاننے والے مسلمان ہیں۔
٨۔ بعض مسلمان نماز نہیں پڑھتے، اس کا عکسِ مستوی ہے بعض نماز نہ پڑھنے والے مسلمان ہیں۔
٩۔ بعض مسلمان روزہ رکھتے ہیں، اس کا عکسِ مستوی ہے بعض روزہ رکھنے والے مسلمان ہیں۔
١٠۔ بعض مسلمان نمازی ہیں، اس کا عکسِ مستوی ہے بعض نمازی مسلمان ہیں۔

سبق نمبر (٣٥)

١۔ ہر انسان ناطق ہے (صغریٰ) اور ہر ناطق جسم ہے (کبریٰ) پس ہر انسان (اصغر) جسم (اکبر) ہے (نتیجہ) اور حدِّ اوسط ''ناطق'' ہے۔

۲۔ ہر انسان جان دار ہے (صغریٰ) اور کوئی جان دار پتھر نہیں (کبریٰ) پس کوئی انسان (اصغر) پتھر (اکبر) نہیں ہے (نتیجہ) اور حدِّ اوسط ''جان دار'' ہے۔

۳۔ بعض جان دار گھوڑے ہیں (صغریٰ) اور ہر گھوڑا ہنہنانے والا ہے (کبریٰ) پس بعض جان دار (اصغر) ہنہنانے والے (اکبر) ہیں (نتیجہ) اور حدِّ اوسط ''گھوڑا'' ہے۔

۴۔ بعض مسلمان نمازی ہیں (صغریٰ) اور ہر نمازی اللہ کا پیارا ہے (کبریٰ) پس بعض مسلمان (اصغر) اللہ کے پیارے (اکبر) ہیں (نتیجہ) اور حدِّ اوسط ''نمازی'' ہے۔

۵۔ بعض مسلمان ڈاڑھی منڈانے والے ہیں (صغریٰ) اور کوئی ڈاڑھی منڈانے والا اللہ کو نہیں بھاتا (کبریٰ) پس بعض مسلمان (اصغر) اللہ کو نہیں بھاتے (اکبر) (نتیجہ) اور حدِّ اوسط ''ڈاڑھی منڈانے والے'' ہے۔

۶۔ ہر نمازی سجدہ کرنے والا ہے (صغریٰ) اور ہر سجدہ کرنے والا اللہ کا فرماں بردار ہے (کبریٰ) پس ہر نمازی (اصغر) اللہ کا فرماں بردار (اکبر) ہے (نتیجہ) اور حدِّ اوسط ''سجدہ کرنے والا'' ہے۔

تَمَّ الكِتَابُ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.